تَعلِیمُ النِّسَاء

جس میں بہت سادہ اور سلیس اردو زبان میں

مسلمان خواتین
کیلئے بیس سبق

پیش کئے گئے ہیں جو اسلام کے ارکان و ضروری تعلیمات پر مشتمل ہیں

تالیف لطیف
مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری
مد ظلہ

فہرست مضامین

خلاصہ کتاب بطور دستور العمل

بہت زیادہ قابلِ توجہ

مؤلّف کی گزارش

اما بعد! اسلام سارے انسانوں کے لیے خداوند عالم کا بھیجا ہوا اور پسند کیا ہوا دین ہے جس میں تمام مردوں اور عورتوں کے لیے مکمل احکام و اعمال موجود ہیں جن پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی کامیابی کا واحد ذریعہ ہے اور چونکہ عمل بغیر علم کے نہیں ہو سکتا اس لئے علمائے امت نے کتابوں اور مواعظ و تقاریر اور تالیف و تصنیف نیز مکاتب و مدارس کے ذریعہ جس طرح بھی بن پڑا محنت اور کوشش سے علم دین کو باقی رکھا۔

دین کے مختلف شعبوں کی تعلیم و تبلیغ کے لیے بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں بہت سی ایسی بھی ہیں جو صرف عورتوں سے متعلق ہیں خصوصیت کے ساتھ انہی کے لیے لکھی گئی ہیں۔ رسالہ ہٰذا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے احقر نے محض اللہ جل شانہ کی توفیق اور مدد سے ایک مخلص دوست کی فرمائش پر لکھا ہے۔ زبان سلیس اور سادہ رکھنے کی کوشش کی ہے بہت سی جگہ اپنے اکابر کی تالیف اور اپنی سابقہ تالیفات سے اقتباس کیا ہے۔ پوری کتاب تیس سبقوں پر مشتمل ہے۔ ترغیب و ترہیب کے لیے مشکوٰۃ شریف اور حافظ منذریؒ کی مشہور کتاب الترغیب والترہیب سے انتخاب کر کے ہر مضمون کے متعلق احادیث شریفہ کا ترجمہ جزو مضمون بنایا

گیا ہے بجز چند روایات کے جن کا حوالہ دے دیا گیا ہے سب احادیث
انہی دو کتابوں سے لے کر درج کی ہیں۔

چونکہ کتاب خصوصیت کے ساتھ عورتوں اور بچیوں کے لئے لکھی گئی
ہے (اگرچہ مفید سب ہی کے لئے ہے) اس لیے تخاطب مؤنث کے صیغے ہی لائے
گئے اور طرز بیان بھی ایسا ہی اختیار کیا گیا ہے جو عورتوں کے لیے زیادہ مفید ہے
اور جس سے عورتیں یہ سمجھ سکیں کہ یہ بات ہم سے کہی جا رہی ہے۔ عورتوں کی بے دینی، دینی
غفلت اور دین سے لاپرواہی جو عام ہو رہی ہے اس کی روک تھام کے لیے
اس کتاب کو گھر گھر پہنچانا اور گھر والیوں میں تعلیمی حلقے قائم کر کے عورتوں کو سنانا اور
ضروری ہے۔ یوں تو اس کتاب کے سب مضامین اہم ہیں لیکن خصوصیت کے
ساتھ نماز، زکوٰۃ اور دین سیکھنا سکھانا، بچوں کو دینی تربیت دینا اور اللہ تعالیٰ
کی یاد میں مشغول رہنا اور دنیا کی ذلت وغیرہ اور اصلاح معاشرت والے سبق
بہت اہم ہیں۔ جن اداروں اور انجمنوں کے ماتحت ایسے سکول یا مکاتب یا مدارس
جاری ہیں جن میں مسلمان بچیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں اگر اس رسالہ کو کورس میں داخل کر کے
عام کر دیں اور ہر گھر میں پہنچا دیں تو بڑے ثواب کے مستحق ہوں گے۔ ناظرین سے
درخواست ہے کہ بندہ ناچیز اور اس کے دینی بھائی جن کی فرمائش پر یہ رسالہ لکھا گیا
ہے اور اس کے والدین کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پہلا سبق

کلمہ طیبہ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یہ کلمہ بندہ کی طرف سے ایک اقرار ہے یعنی بندہ اس کو پڑھ کر اپنے رب سے اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ میں تیرا بندہ اور غلام ہوں تیرے حکموں پر چلوں گا اور جن چیزوں سے تو نے منع کیا ہے اُن سے بچوں گا۔ اس کلمہ سے متعلق تین چیزوں کا دھیان رکھنا ضروری ہے اوّل تو اس کے الفاظ صحیح یاد ہوں اور ترجمہ معلوم ہو دوسرے اس کے مطلب کا علم ہو۔ تیسرے اس کے مطالبے اور تقاضے کو ہر وقت اور ہر حالت میں پورا کرے بہت سے لوگ نام کے مسلمان ہیں۔ ان کو کلمے کے الفاظ بھی صحیح یاد نہیں اور ترجمہ اور مطلب کی بھی خبر نہیں اور کلمے کے تقاضے اور مطالبے کو بھی نہیں جانتے۔ ایسے لوگوں کو ان چیزوں سے واقف کرائیں۔ کلمہ طیبہ کے الفاظ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

کلمہ طیبہ کا مطلب: اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کرے اور بندگی کے جو طریقے اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی کتاب کے ذریعے بتائے ہیں (یعنی نماز، روزہ، قربانی، حج، زکوٰۃ وغیرہ) ان میں کسی کو اس کا شریک نہ کرے۔ اسی کو حاجت روا، مشکل کشا، نگہبان، مددگار، ہر جگہ حاضر و ناظر، قدرت والا، ہر بات سننے والا مانے اور یہ بھی یقین کرے کہ وہ ہر ظاہر و چھپی ہوئی چیز کو جانتا ہے۔ وہی نفع اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ اسی کی ہدایت حق ہے۔ اسی کے احکام قابل عمل ہیں۔ دنیا والوں کے جو رسم و رواج اور قانون خدا کے حکموں کے خلاف تعلق رکھتے ہیں سب باطل اور جھوٹ ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول ماننے کا یہ مطلب ہے کہ جب لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرکے بندہ نے اللہ کے حکموں پر چلنا قبول کر لیا تو ان حکموں کا جاننا بھی فرض اور ضروری ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم خود بخود نہیں معلوم ہو سکتا بلکہ خدا کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری سے بندوں تک خدا کے احکام پہنچے ہیں اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی رسول خدا کی طرف سے نہیں آئے گا۔ حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے حکموں اور بتائے ہوئے طریقوں پر چل کر خدا کی بندگی کرنا فرض ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ کے بندے اور سچے رسول ہیں۔ انھوں نے اپنے پاس سے کوئی بات نہیں بتائی۔ ان کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہے۔ ان سے محبت رکھنا خدا سے محبت کرنا ہے۔ آپ کی بات کا ماننا فرض ہے۔ آپ کے حکم کو بلا چون و چرا تسلیم کر لے۔ آپ نے جو غیب کی باتیں بتائی ہیں ان پر ایمان لائے۔ مثلاً تقدیر پر، فرشتوں پر، دوزخ پر اور جنت پر، اور قبر کے حالات پر، قیامت ہونے پر، اگرچہ یہ باتیں سمجھ میں بھی نہ آتی ہوں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ بھی رکھے کہ آپ نے جو طریقہ بتایا ہے اور خود اس پر پوری طرح عمل کر کے دکھایا ہے وہی حق اور خدا تعالیٰ کا پسندیدہ ہے۔ اس کے خلاف زندگی گزارنے والا اللہ کا محبوب بندہ اور سیدھی راہ پر چلنے والا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کو تو مانے یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے پیغام لانے والا تو مانے اور آپ کے طریق زندگی کو غلط سمجھے نہ وہ مسلمان ہے نہ اس کا دین اسلام ہے۔ آج کل بہت سے مرد و عورت اور اسکول و کالج

میں پڑھنے والے لڑکے اور لڑکیاں عیسائیوں اور یہودیوں اور بے دینوں
کی صحبت میں رہ کر اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہو جاتے ہیں اور
دوسرے طریقوں اور نظریوں کو اسلام سے اچھا سمجھنے لگتے ہیں اور شرکیہ
عقیدوں اور باطل خیالوں میں پھنس جاتے ہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں
اگرچہ ان کے نام مسلمانوں جیسے ہوں اور اگرچہ ان کے ماں باپ مسلمان ہوں۔
کلمہ طیبہ کا مطالبہ: کلمے کے مطلب کو دل سے ماننے کے بعد بندہ مومن
ہوجاتا ہے اور اس کے ذمہ بے شمار چیزوں کا کرنا اور بے شمار چیزوں
کا چھوڑنا لازم اور فرض ہوجاتا ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اخلاص یعنی اس کو ٹھیک طرح پڑھنا
یہ ہے کہ یہ کلمہ اپنے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں
سے روک دیوے لہٰذا اس کلمے کے پڑھنے والے اور اپنے کو مسلمان
سمجھنے والے کو ہر موقع پر خدا کے حکموں پر چلنے کا دھیان رکھنا لازم
ہے۔ بیاہ شادی، مرنے جینے، کھانے پینے، سونے جاگنے، خریدنے
اور بیچنے، لینے دینے، کمانے اور خرچ کرنے، حکومت چلانے اور
ملازمت کرنے اور دوسرے تمام موقعوں اور حالتوں میں خدا کے حکموں کو معلوم
کرے اور ان پر چلے۔ خداوند کریم کی طرف سے جن کاموں کے کرنے کا حکم ملا
ہے ان کو ہر حال میں کرے اور بندگی کی ڈیوٹی انجام دے اور خدا کی طرف

سے جن کاموں کے کرنے سے روکا گیا ہے ان سے رک جائے۔

کلمہ طیبہ کا انعام: جو مرد و عورت سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے عقیدوں اور زندگی گزارنے کے طریقوں کا حق ہونا تسلیم کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے مرنے کے بعد اُن کو اچھے حال میں رکھنے اور جنت عنایت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اور جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے، قیامت اور دوزخ و جنت پر عقیدہ نہیں رکھتے اُن کے لیے خدا نے دوزخ تیار فرمایا ہے جو بہت بڑی جگہ ہے۔ اس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد: لا الٰہ الا اللہ کا ورد رکھنا پڑھنا بڑا ثواب ہے حدیثوں میں آیا ہے کہ فخرِ عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذریعہ اپنا ایمان تازہ کیا کرو۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا کرو کیونکہ اس کو کوئی گناہ نہیں چھوڑتا اور کوئی عمل اس سے آگے نہیں بڑھتا۔

دوسرا سبق.

نماز

ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اوّل اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ دوسرے نماز قائم کرنا تیسرے زکوٰۃ دینا۔ چوتھے حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔ ان پانچوں چیزوں میں حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اوّل کلمہ کے مضمون اور اس کے مطلب کی گواہی دینے کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد دوسرے نمبر پر نماز کو رکھا ہے۔ اسی لئے ہم بھی کلمہ طیبہ کے بعد نماز ہی کا ذکر کر رہے ہیں۔

ہر بالغ مرد و عورت پر رات دن میں پانچ وقت نماز فرض ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر۔ جو بندے نماز کی پابندی کرتے ہیں وہ اس اقرار کو اپنے عمل سے پورا کرتے ہیں جو انھوں نے کلمہ طیبہ پڑھ کر کیا ہے کہ ہم اللہ کے حکموں پر چلیں گے اور جو لوگ نماز کی پابندی نہیں کرتے وہ غلامی کے اقرار کو عمل سے جھوٹا کر دیتے ہیں۔ نماز چھوڑنے والوں کے حق میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کا کام کیا۔ لہذا نماز کو ہمیشہ خوب پابندی سے ٹھیک وقت پر اچھی طرح وضو کر کے اور دل لگا کر پڑھا کرو۔

نماز میں یہ بڑی خوبی ہے کہ نماز پڑھتے وقت نمازی کا سارا جسم عبادت میں بندھ جاتا ہے، ہاتھ، پاؤں، سر، کمر، ناک، آنکھ، زبان سب اسی طرح موقع بموقع رکھتے اور استعمال کرتے پڑھتے ہیں جس طرح حکم ہے۔ یوں پھر نمازی کے بدن کا ہر حصہ خدا کے حکم پر چلنے کی مشق کرنے میں لگ جاتا ہے اگر کوئی مرد یا عورت ٹھیک ٹھیک نماز پڑھے تو نماز کے اثر سے گناہوں سے بچے گا۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

قرآن شریف میں سینکڑوں جگہ نماز کا ذکر آیا ہے اور ٹھیک طرح نماز پڑھنے کو فرمایا ہے اور حدیثوں میں نماز کی بہت فضیلت اور تاکید آئی ہے کچھ حدیثیں یہاں لکھتے ہیں۔

نماز کی فضیلت اور تاکید حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان نمازوں کا وضو اچھی طرح کیا اور نماز کو بروقت پڑھا اور رکوع و سجدہ پوری طرح ادا کیا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا عہد ہے کہ اللہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی عہد نہیں۔

نہیں چاہے جتنے چاہے عذاب دے۔

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سردی کے زمانے میں باہر تشریف لے گئے۔ اس وقت درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ لیں تو اور بھی زیادہ پتے جھڑنے لگے۔ وہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص صحابی حضرت ابوذرؓ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو آواز دی کہا اے ابوذرؓ! انھوں نے عرض کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یقین جانو مسلمان بندہ اللہ کی رضامندی کے لئے نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جیسے یہ پتے اس درخت سے جھڑ رہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابیوں سے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا اس کے بدن کا میل کچیل کچھ ذرا سا بھی باقی رہے گا؟ صحابیوں نے عرض کیا نہیں ذرا بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کا حال ہے۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر

فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لیے قیامت
کے روز نماز نور ہوگی اور اس کے ایمان کی دلیل ہوگی اور اس کی
نجات کا سامان ہوگی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لیے نماز
نور ہوگی اور نہ اس کے ایمان کی دلیل ہوگی نہ نجات کا سامان ہوگی
اور قیامت کے روز یہ شخص قارون اور فرعون اور ہامان اور مشہور
مشرک ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا ۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ نماز کی پابندی
کرے اور قیامت کے روز اپنا حشر کافروں کے ساتھ نہ ہونے دے ۔

سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا : حضرت رسول مقبول صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بلاشبہ قیامت کے روز
بندہ سے سب سے اول اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا ۔ اگر نماز
ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو وہاں کی
نعمتوں سے محروم ہوگا اور ٹوٹے اور گھاٹے میں رہے گا ۔

بے وقت نماز پڑھنا : حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
نماز کو بے وقت کرکے پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ منافق
کی نماز ہے کہ بیٹھے بیٹھے سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے اور جب سورج
پیلا پڑ جاتا ہے تو کھڑے ہوکر جلدی جلدی مرغ کی طرح چار ٹھونگیں مار لیتا
ہے اور خدا کو ان سجدوں میں بجز مرغ کی ٹھونگوں کی طرح جھٹ پھٹ

کیے بیں ذرا سا یاد کر تا ہے۔

نماز کی قیمت: حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی ایک نماز جاتی رہی تو اس کا اتنا بڑا نقصان ہوا جیسے کسی کے گھر کے لوگ اور مال اور دولت سب جاتا رہا۔ جو مرد و عورت بچوں کی پرورش کے خیال میں یا تجارت یا ملازمت کے دھندوں میں نماز چھوڑ دیتے ہیں وہ ان مبارک حدیثوں پر غور کریں۔

نماز کی چوری: ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی چوری کیسے؟ آپ نے فرمایا نماز کی چوری یہ ہے کہ اس کا رکوع و سجود پورا پورا ادا نہ کرے۔

دین اسلام میں نماز کا مرتبہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کوئی دین نہیں جس کی نماز نہیں۔ نماز کا مرتبہ دین اسلام میں وہی ہے جو سر کا مرتبہ انسان کے جسم میں ہے، یعنی جس طرح کوئی شخص بغیر سر کے زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح نماز کے بغیر آدمی ٹھیک طرح کا مسلمان نہیں ہو سکتا۔

بچوں کو نماز پڑھانا ماں باپ کے ذمہ ہے: حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب کہ سات برس

کے ہوں اور نماز نہ پڑھتے ہوں ان کو مارو جب کہ دس برس کے ہو جاویں۔ اور دس برس کی عمر ہو جانے پر ان کے بستر بھی الگ کر دو (ایک کو دوسرے کے ساتھ نہ سلاؤ)۔

ضروری تنبیہ: نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے یعنی الحمد شریف اور دوسری سورتیں اور التحیات اور دعائے قنوت وغیرہ اس کو اچھی طرح صحیح کر کے یاد کرنا ضروری ہے بہتر ہے کسی کو سنا دو جیسے ٹھیک یاد ہو۔ ث۔ س۔ ص۔ ح۔ ہ وغیرہ کا فرق محنت کر کے ٹھیک کر لو۔ نماز کے فرض، سنتیں اور شرطیں اور یہ سب چیزیں معلوم کر لو جن سے نماز درست ہوتی ہے اور خوب دل لگا کر اچھی سے اچھی نماز پڑھنی چاہیئے۔

نفل نمازوں کا بڑا ثواب ہے: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیشک قیامت کے روز بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو وہاں نعمتوں سے محروم ہوگا اور ٹوٹا اٹھائے گا۔ اب اس کے بعد اللہ کی طرف سے یہ فضل ہوگا کہ اگر اس کے فرضوں میں کمی رہ جائے گی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ دیکھو میرے بندہ کے اعمال نامہ میں کچھ نفل بھی ہوں گے تو نفلوں کے ذریعہ فرضوں کی کمی پوری کر دی جائے گی۔ پھر سارے اعمال کا یہی معاملہ ہوگا۔

مومن بندوں کو چاہیے کہ آخرت کی کامیابی کے لیے نفلوں کا ذخیرہ بھی جمع کریں کہ قیامت کے دن کے واسطے لے چلیں۔ جس قدر بھی ہو سکے نفل نماز پڑھو فرض نمازوں سے پہلے اور پیچھے جو سنتیں (موکدہ) نفلیں پڑھی جاتی ہیں سب کو پڑھا کرو۔

تحیۃ الوضو: وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔ فرمایا حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر ایسی دو رکعت نماز پڑھے جن کی طرف اپنے ظاہر و باطن سے توجہ رکھے اس کے لئے جنت واجب ہو گی۔

اشراق کی نماز: جب سورج نکل کر بلند ہو جائے اور اچھی طرح صاف اور سفید معلوم ہونے لگے تو دو رکعت نفل پڑھو اس کو اشراق کی نماز کہتے ہیں، پھر اس کے تین گھنٹے بعد دو یا چار یا آٹھ رکعت نفل پڑھو اس کو چاشت کی نماز کہتے ہیں۔ اس کی بڑی فضیلت آئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت آٹھ رکعت نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرے ماں باپ بھی قبروں سے اٹھ کر چلے آویں تب بھی ان کو نہ چھوڑوں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چاشت کی دو رکعتوں کی پابندی کر لی اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

نمازِ اوابین: نمازِ مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعت نفل پڑھو اس کو نمازِ اوابین کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے مغرب کے بعد اس طرح چھ رکعتیں پڑھ لیں کہ ان کے درمیان کوئی بُری بات نہ کی تو یہ چھ رکعتیں اس کے لیے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی اور بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھ لیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔

نمازِ تہجد: تہجد کے وقت خاص طور سے دُعا قبول ہوتی ہے صبح کی اذان سے ایک دو گھنٹے پہلے اُٹھ کر وضو کر کے جتنی توفیق ہو سکے دو رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک نفل نماز پڑھو حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزانہ رات کو جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کا سوال پورا کر دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہتا ہے میں اس کی مغفرت کر دوں؟ کون ہے جو ایسے کو قرض دے جس کے پاس سب کچھ ہے، جو کنگال نہیں اور ظالم نہیں ہے صبح ہونے تک اللہ تعالیٰ یہی فرماتے ہیں۔

تیسرا سبق

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کو بڑا عذاب ہوگا۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ سانپ اس کے گلے میں طوق کی طرح لپٹ جائے گا پھر اس کے دونوں جبڑے پکڑ کر نوچے گا۔ پھر یوں کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ یہ مضمون قرآن مجید کی ایک آیت میں بھی آیا ہے۔ اس مضمون کو ارشاد فرما کر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی آیت تلاوت فرمائی۔

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کے پاس سونا چاندی ہو (اور) اس میں سے وہ اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے عذاب دینے کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی کروٹوں کو اور پیشانی اور پیٹھ (پشت) کو گرم کر کے داغ دیا جائے گا اور جب تختیاں

ہو جاویں گی اس دن میں جو پچاس ہزار برس کا ہو گا (یعنی قیامت کا دن) یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو (اس کو یہی عذاب دیا جاتا رہے گا) پس وہ (حساب و کتاب کے نتیجے میں) اپنا راستہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔

خدا کی پناہ! بھلا ایسے سخت عذاب کی کس کو سہار ہے تھوڑے سے لالچ اور فنا ہونے والے مال کی محبت میں اتنی بڑی مصیبت بھگتنے کے لیے اپنی جان کو تیار کرنا بڑی بے وقوفی اور نادانی کی بات ہے خدا کا دیا ہوا مال خدا کی راہ میں خدا ہی کا حکم ہوتے ہوئے خرچ نہ کرنا سخت گناہ اور بے غیرتی ہے۔ اگر تم پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں کو بھی زکوٰۃ دینے کے لیے آمادہ کرو۔ اپنے عزیزوں کی یہی خیر خواہی ہے کہ ان کو آخرت کے عذاب سے بچایا جائے۔ بہت سی عورتوں کے پاس زیور رہتا ہے مگر اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی ہیں شاید آخرت کے عذاب میں اپنی جان جھونکنے کو اچھا کام سمجھتی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جگہ جگہ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے عالموں نے بتایا ہے کہ قرآن شریف میں ۳۲ جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا تذکرہ ہے اور جہاں جہاں صرف زکوٰۃ کا ذکر ہے وہ اس کے علاوہ ہے پارہ الم سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو کچھ اپنی جانوں کے لیے کوئی بھلائی پہلے سے بھیج دو گے اسے اللہ کے پاس پا لو گے۔"

اور حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ نے زکوٰۃ اس لیے فرض کی ہے کہ باقی مال کو پاکیزہ بنا دے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ بلاشبہ تمہارے اسلام کی تکمیل اسی میں ہے کہ مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ سے مال کا شر دور ہو جاتا ہے: حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو اس کا مال "شر" سے دور ہو جاتا ہے۔ شر کے معنی ہیں برائی اور خرابی کے مال سے تباہ بھی ہیں اور نقصان بھی کافی پہنچ جاتا ہے۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ دینے سے مال کی خرابی دور ہو جاتی ہے تو وہ مال نہ تو آخرت کے عذاب کا سبب بنے گا نہ دنیا میں برباد ہو گا۔ نہ اس کی وجہ سے اور کوئی خرابی و مصیبت آئے گی۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کے ذریعے محفوظ بناؤ اور اپنے بیماروں کا علاج یوں کرو کہ صدقہ دو اور دعا کرو اور اللہ کے سامنے عاجزی کرنے کے ذریعے آنے والی مصیبتوں کی موجوں کا استقبال کرو۔

زکوٰۃ روکنے سے کال پڑتا ہے: حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں اللہ ان پر قحط یعنی کال کی مصیبت ڈال دیتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں ان کی سزا میں بارش روک لی جاتی ہے اگر چوپائے بھینس بیل وغیرہ نہ ہوں تو ذرا بارش نہ ہو۔

زکوٰۃ روک لینے سے مال تلف ہو جاتا ہے: حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مال بھی کسی خشکی میں یا کسی دریا میں تلف ہو جاتا ہے بس وہ زکوٰۃ روکنے ہی سے ضائع ہوتا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جس مال کے ساتھ زکوٰۃ کا مال مل جاتا ہے وہ اس مال کو ہلاک کیے بغیر نہیں رہتا یعنی جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالی گئی اور زکوٰۃ کا روپیہ بھی اسی مال میں ملا ہوا رہا جس پر زکوٰۃ فرض ہوئی ہے تو یہ زکوٰۃ والا روپیہ اس مال کو تلف کر دے گا یعنی ایک نہ ایک دن وہ مال ضائع ہو جائے گا۔

زکوٰۃ کس پر فرض ہے: زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے بہت بڑا مالدار ہونا ضروری نہیں ہے جو عورت یا مرد ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے روپیہ کا یا سوداگری کے مال کا مالک ہو وہ شریعت میں مالدار ہے اور اس پر زکوٰۃ

فرض ہے۔

مسئلہ: زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس مال پر سال گذر جائے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا روپیہ یا سوداگری کا مال ایک سال رہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر سال پورا ہونے سے پہلے مال جاتا رہا تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

مسئلہ: سال کے اندر اندر اگر مال گھٹ جائے اور سال ختم ہونے سے پہلے ہی اتنا مال پھر آ جائے کہ اگر اس کو باقی مال میں جوڑ دیں تو اس حد کو پہنچ جاوے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے تب بھی زکوٰۃ فرض ہو جاوے گی۔ غرضیکہ بیچ سال میں مال کے کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی۔

مسئلہ: سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ ٹھپہ کپڑوں میں لگا ہو، چاہے ملفوظ رکھا ہوا ہو چاہے یہ چیزیں استعمال ہوتی ہوں چاہے یوں ہی رکھی ہوں، غرضیکہ سونے چاندی کی ہر چیز میں زکوٰۃ فرض ہے۔

مسئلہ: سونے چاندی میں اگر میل ملاوٹ ہو، مثلاً رانگ یا پیتل ملا ہوا ہو تو اس کا یہ حکم ہے کہ اگر چاندی سونا زیادہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہونے کے بارے میں ان سب کا وہی حکم ہے جو سونے چاندی کا حکم ہے یعنی اگر

اتنے دنوں کے بعد جب اُس پہلے مال پر سال گذر جائے تو زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر ملاوٹ والی چیز میں رانگ پیتل زیادہ ہے تو اس کا حکم یہ ہے اور پیتل کا بہت جدا ابھی بیان ہوگا

مسئلہ: کسی کے پاس تو ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور نہ ہی ساڑھے سات تولہ سونا ہے بلکہ تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی ہے تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔

مسئلہ: کسی کے پاس سو روپے تھے پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور مل گئے تو ان پچاس روپوں کا حساب الگ نہ کیا جائے گا بلکہ جب پہلے سے رکھے ہوئے سو روپے کا سال پورا ہوگا تو اس وقت ان پچاس کو ملا کر پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔

مسئلہ: کسی کے پاس مثلاً سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گذرنے سے پہلے چار تولہ سونا اور آگیا تو اس کو چاندی کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ کا حساب کیا جائے گا اور جب سو تولہ چاندی کا سال پورا ہوگا تو اس کی زکوٰۃ دی جائے گی۔ اسی کے ساتھ اس سونے کی زکوٰۃ بھی دینا ہوگی جب سے یہ سونا آیا ہے اس کے بعد سے اس سونے پر سال گذر جانے کا انتظار نہ کیا جائے گا۔

مسئلہ: کسی کے پاس کچھ سونا ہے اور کچھ چاندی ہے یا کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے اگر اس قیمت سے کم ہو تو نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس دو سو روپے ہیں اور ایک سو روپے اس پر قرض ہیں تو ایک سو روپے کی زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

مسئلہ: سونا چاندی اور نقد روپیہ کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں مثلاً لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ، رانگ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے اور جوتے اور اس کے علاوہ جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ بیچنے کا سوداگری کا مال ہو گا تو اگر اتنا ہو کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو تو جب سال گذر جائے تو اس میں زکوٰۃ فرض ہے اور اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ: جس مال پر زکوٰۃ فرض ہو سال پورا ہونے پر اس میں سے پورے مال کا چالیسواں حصہ یا چالیسویں کی نقد قیمت ادا کرے مثلاً اسی روپے کی مالیت ہو تو دو روپے دیوے اور سو روپے ہو تو ڈھائی روپے دیوے اور ہزار روپے کی مالیت ہو تو ۲۵ روپے دیوے۔

مسئلہ: زکوٰۃ کی رقم سے مسجد بنوانا، مُردہ کے کفن دفن میں لگانا درست نہیں، زکوٰۃ ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس کو زکوٰۃ دینا درست ہو اس کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے۔

مسئلہ: سیدوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اگرچہ غریب ہوں اور ان کو لینا بھی حلال نہیں۔

مسئلہ: ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اور بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور ان سب کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے زکوٰۃ نہیں ہوگی جس سے صاحب زکوٰۃ پیدا ہوا ہو یا جو اس سے پیدا ہوئے ہوں۔ ان سب کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ: بھائی بہن بھتیجی بھانجی چچا پھوپی خالہ ماموں کو زکوٰۃ دینا درست ہے اگر زکوٰۃ کے مستحق ہوں بلکہ ان کو زکوٰۃ دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ: جس کے پاس اتنا مال یا ضرورت سے زیادہ اتنا سامان ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کا ہو سکتا ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے اور جس کی مالی حیثیت اس سے کم ہو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں بہت سی عورتیں بیوہ ہوتی ہیں مگر ان کے پاس اتنا زیور ہوتا ہے جس پر شریعت میں زکوٰۃ فرض ہے ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ: زکوٰۃ کی نیت کئے بغیر روپیہ دے دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی وہ نفلی صدقہ ہوا۔ ایسا ہو جاوے تو پھر سے زکوٰۃ دیوے۔

ضروری تنبیہ: زکوٰۃ کا حساب چاند سے ہے یعنی مال ہونے پر جب چاند کے حساب سے بارہ ماہ گذر جاویں تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے بہت سے لوگ انگریزی مہینوں سے زکوٰۃ کا حساب رکھتے ہیں اس میں دس دن کی دیر تو ہر سال ہو ہی جاتی ہے اور اس کے علاوہ چھتیس سال میں ایک سال کی زکوٰۃ کم ہو جائے گی جو اپنے ذمہ فرض رہے گی۔

ہدایت: ان مسئلوں کو کسی پڑھے ہوئے دین دار سے خوب سمجھ لو۔

نفلی صدقہ: زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور اس کا ادا کرنا بہت ضروری ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ دین کے طالب علموں، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، مسافروں محتاجوں اور اپاہجوں پر خرچ کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ ثواب کوئی معمولی چیز نہیں۔ جب آخرت میں ثواب دیا جائے گا اس وقت اس کی قیمت کا اندازہ ہوگا۔

جس قدر بھی ہو سکے اپنی ضرورتوں کو روک کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ کر کے اپنی آخرت سدھارو اور اس مال کو مرنے کے بعد کام آنے کے لئے پہلے سے بھیج دو۔ ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والوں نے ایک بکری ذبح کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کے گوشت کے بارے میں دریافت فرمایا کہ گوشت کیا ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ وہ تو سب صدقہ کر دیا گیا۔ بس اس کا دست باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باقی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے دے دیا گیا۔ لہٰذا اصل بات یہ ہوئی کہ اس کے دست کے علاوہ سب باقی ہے اور جو ابھی ہمارے قبضہ میں ہے وہ ختم ہونے والا ہے۔

جب کسی محتاج اور ضرورت مند کو دیکھو تو جو کچھ تھوڑا یا بہت میسر ہو فوراً خرچ کر دو۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ سے بچو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی خیرات کر دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک سائل آیا تو انھوں نے اس کو صرف انگور کا ایک دانہ دے دیا۔ ایک مرتبہ اُن کے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں اس نے سوال کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ انھوں نے اس کو وہی دے دی۔ اس عورت نے اس کے دو ٹکڑے کر کے اپنی بچیوں کو دے دیے۔

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پوشیدہ صدقہ

لے موطا امام مالک

پروردگار کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بُری موت[1] کو دفع کرتا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بلا آنے سے پہلے صدقہ کرنے میں جلدی کرو کیونکہ بلا صدقہ کو پھاند کر نہیں آسکتی۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے انسان تو اوروں پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ خرچ کر اور گن گن کر مت رکھ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گن گن کر دیں گے یعنی بے حساب بہت سا نہیں ملے گا اور بند کر کے مت رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی داد و دہش بند کر دیں گے۔ ذرا سا بھی جس قدر ممکن ہو سکے خرچ کرو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عید کے موقع پر تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھائی اس کے بعد خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس جا کر وعظ فرمایا اور ان کو نصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ عورتوں پر ایسا اثر ہوا کہ اپنے ہاتھوں سے کانوں اور گلوں سے زیور اتار اتار کر دینے لگیں۔ اس وقت حضرت بلال رضی اللہ

---

[1] بُری موت سے وہ موت مراد ہے جو ایمان کے ساتھ نہ ہو یا اچانک آجاوے جس کی وجہ سے وصیت وغیرہ نہ کر سکے یا موت کی گھبراہٹ میں برے کلمات زبان سے نکل جاتے ہیں۔

تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے وہ جمع کرتے رہے اس کے بعد حضرت رسُول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بلال کے ساتھ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اس صدقے کے مال کو ضرورت مندوں پر خرچ فرمایا۔ خیرات کرنے میں ایسے صدقے کا خاص دھیان رکھو جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہے جسے صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔ حضرت رسُول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا شیہ مومن کو اس کے عمل سے اور نیکیوں سے مرنے کے بعد جو ملتا ہے وہ علم ہے جس کا وہ عالم ہوا اور اسے وہ پھیلا گیا نیک اولاد چھوڑ گیا یا قرآن شریف اس کے ترکے سے کسی کو مل گیا۔ یا مسجد یا مسافر خانہ تعمیر کر گیا یا نہر جاری کر گیا اپنے مال سے۔ اور کوئی ایسا صدقہ اپنی زندگی میں کر گیا جو مرنے کے بعد اسے پہنچتا رہے گا۔ مثلاً کوئی دینی مدرسہ بنا دیا یا کسی مدرسہ کو قرآن شریف یا دینی کتابیں وقف کر دیں وغیرہ وغیرہ۔

"صدقے سے مال بڑھتا ہے" کم نہیں ہوتا، جو ہو سکے زندگی ہی میں کر گزرو دم نکلتے ہی سب دوسروں کا ہو جائے گا۔ موت کے وقت یہ کہنا کہ فلاں کو اتنا دو اور فلاں کو اتنا دو۔ اس میں بھی ثواب ہے مگر خاص فضیلت نہیں ہے کیوں کہ اب تو تمہارا رہا ہی نہیں دو چار منٹ میں دوسروں کا خود ہی ہو جائے گا۔

چوتھا سبق

حج بیت اللہ

حج اسلام کا چوتھا رکن ہے اور اسلام میں حج کی بڑی اہمیت ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو واقعی مجبوری نے یا ظالم بادشاہ نے یا سفر خرچ نہ رکھنے والے مرض نے حج سے نہیں روکا اور اس نے حج نہیں کیا تو اس کو چاہیے کہ وہ یہودی ہونے کی حالت میں مرجاوے اور چاہے تو نصرانی ہونے کی صورت میں مرجاوے۔ بہت سے مردوں اور عورتوں پر حج فرض ہوتا ہے لیکن پیسے کی محبت میں اور دنیا کے دھندوں میں پھنس کر حج نہیں کرتے ہیں اور بغیر حج کیے مرجاتے ہیں، دیکھو ایسے لوگوں کے لیے کیسی سخت وعید فرمائی اور بہت سے لوگ حج کو جانا چاہتے ہیں مگر اس سال اور اگلے سال کے پھیر میں برسوں لگا دیتے ہیں یہ لوگ بھی بہت برا کرتے ہیں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے حج کرنا ہو جلدی کرے، موت کی کیا خبر ہے کہ کب سر پر آکھڑی ہو۔ حج فرض ہوتے ہی اسی سال حج کو روانہ ہوجاؤ۔

حج کی فضیلت: حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کے لیے ایسا حج کیا جس میں گندی باتیں نہیں اور گناہ و

گیے وہ ایسا پاک ہو گا جیسے اُس کی ماں نے اُسے آج ہی جنا ہے یعنی بچہ کی طرح بے گناہ ہو جائے گا، اور یہ بھی ارشاد ہے کہ نیکی سے بھرے ہوئے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ نیکی سے بھرا ہوا حج وہ ہے جو ریا اور شہرت اور شیخی کے لیے نہ کیا جاوے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو اور اُس حج میں گندی باتیں نہ کی جاویں گناہ بدلی سے بچ رہے ہو اور جس میں لڑائی جھگڑا نہ کیا ہو۔

حج کی طرح عمرہ بھی ایک عبادت ہے وہ بھی مکہ شریف میں ہوتا ہے اور اس میں حج کی طرح چند کام کرنے پڑتے ہیں۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج و عمرہ کو جانے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں ان کا بڑا مرتبہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ قبول کرے اور اُس سے مغفرت طلب کریں تو بخش دیوے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ تنگ دستی اور گناہوں کو اس طرح دُور کر دیتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کی خرابی کو دُور کر دیتی ہے۔ حج کس پر فرض ہے جس کے پاس ضرورت سے زیادہ اتنا خرچ ہو کہ سواری پر درمیانی گذارے کے ساتھ کھاتے پیتے مکہ شریف تک جا کر اور حج کر کے آجاوے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس صرف اتنا خرچ ہے کہ مکہ شریف جا کر سواری پر

آجا جانا ہو سکتا ہے مگر مدینہ منورہ تک پہنچنے کا خرچ نہیں ہے تو اس پر بھی حج فرض ہے۔

مسئلہ: حج عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے، اگر کئی حج کیے تو ایک فرض باقی سب نفل ہوں گے نفلی حج کا بڑا ثواب ہے۔

مسئلہ: لڑکپن میں ماں باپ کے ساتھ اگر کسی نے حج کر لیا ہو وہ نفل حج ہے اگر مالدار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: حج کرنے کے لیے عورت کے ساتھ اس کے شوہر یا کسی اور محرم کا ہونا ضروری ہے۔ محرم اس کو کہتے ہیں جس سے کبھی نکاح درست نہ ہو۔ جیسے باپ، بھائی، حقیقی ماموں وغیرہ۔ محرم کا بالغ ہونا ضروری ہے۔ نابالغ یا ایسے بددین محرم کے ساتھ جانا درست نہیں جس پر اطمینان نہ ہو۔

مسئلہ: جب عورت کے پاس مال ہو اور اس کو محرم بھی مل جاوے تو حج کو چلی جاوے فرض حج سے شوہر کا روکنا درست نہیں، اگر شوہر روکے تب بھی چلی جاوے۔

مسئلہ: عورت کو جو اس کا محرم حج کرانے کے لیے جاوے اس کا خرچ بھی عورت کے ذمہ ہے، ہاں اگر وہ محرم خود نہ لیوے مثلاً اس پر بھی حج فرض ہو اور اپنے حج کے لیے جا رہا ہو تو اور بات ہے، وہ نہ لیوے

تو دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ: اگر ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ عورت حج کا سفر کرتی تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا، لیکن مرتے وقت وارثوں کو یہ وصیت کرنا واجب ہے کہ میری طرف سے حج بدل کرا دینا۔ مرنے کے بعد وارث کسی آدمی کو خرچ دے کر بھیج دیں کہ وہ جا کر اس کی طرف سے حج کر آوے۔ ایسا کرنے سے اس بیچاری کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا۔

زیارت مدینہ منورہ: حج کے بعد یا پہلے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے مدینہ شریف ضرور جاوے۔ ارشاد فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت ضروری ہوگئی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ لہٰذا حج کرنے جاوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے مدینہ شریف بھی ضرور پہنچے۔ حج کے مسئلے تفصیل سے دیکھنا ہوں تو یہ کتابیں پڑھو۔ معلم الحجاج۔ الحج المبرور۔ زبدۃ المناسک رفیق حج۔ زیارت الحرمین اور جو کوئی معتبر کتاب مل جاوے۔

پانچواں سبق

رمضان شریف کے روزے

رمضان شریف کے روزے ہر بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں۔ اسلام کے پانچوں ارکان جن پر اسلام کی بنیاد ہے ان میں رمضان شریف کے روزے رکھنا بھی ہے۔ بہت سے مرد و عورت بیڑی و سگریٹ یا پان کھانے کی عادت ہونے کی وجہ سے یا بھوک و پیاس سے ڈرتے ہیں مگر قبر اور حشر کی سختیوں اور دوزخ کی بھوک اور دوسرے عذابوں سے بچنے کی فکر نہیں کرتے خدا کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے مرنے کے بعد جو عذاب ہوں گے ان کے سامنے چند گھنٹہ کی بھوک و پیاس سے اور پان بیڑی سگریٹ کی طلب کو دبا کر چند دن ذراسی تکلیف ہوتی ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟

ارشاد فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن شریف اور روزے بندے کے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گے اگر بندہ نے قرآن کو حفظ کر لیا اور اس پر عمل کیا اور روزہ کہے گا اے رب میں نے اس کو دن میں کھانے سے اور نفس کی خواہشوں سے روک دیا تھا لہٰذا میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ اے رب اس نے مجھے رات کو نماز میں کھڑے ہو کر پڑھا اور میں نے اس کو رات کو سونے

سے روک دیا۔ لہٰذا اُس کے حق میں آپ میری سفارش قبول فرمائیے الحاصل دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔

روزہ دار کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ افطار کرتا ہے دوسری خوشی اُس وقت ہوگی جب کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا۔ لہٰذا تم پابندی کے ساتھ رمضان شریف کے روزے رکھا کرو اور رمضان کا روزہ ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ بیماری یا کسی مسافرت کی وجہ سے روزہ چھوٹ جائے تو جلدی اُس کی قضا رکھ لو ہر چیز کا موسم اور سیزن ہوتا ہے جو قدر و قیمت سیزن کی چیز کی ہوتی ہے وہ بعد میں نہیں رہتی ہے۔ رمضان شریف کے روزوں کی اتنی بڑی عظمت اور قیمت ہے کہ اس کے بارے میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بغیر کسی شرعی اجازت یا بغیر کسی ایسے مرض کے جس میں بعد میں رکھنے کی نیت سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا اگر ساری عمر اس کے بدلہ روزہ رکھے تب بھی اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ قضا رکھنے سے حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے مگر وہ مرتبہ

کے اعتبار سے وہ بات کہاں جو رمضان کا روزہ رکھ کر حاصل ہوتی ہے۔

رمضان شریف کا مہینہ بہت مبارک ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس مہینہ میں ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے ثواب کے برابر ملتا ہے اور نفل کام کا ثواب فرض کام کے ثواب کے برابر ملتا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں شیطان باندھ دیے جاتے ہیں، رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اس ماہ میں خصوصیت کے ساتھ فرض نماز کی پابندی کرتے ہوئے نفل نماز اور تلاوت قرآن شریف زیادہ سے زیادہ کرو اور رات کو تراویح پڑھو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ زیادہ پڑھنا استغفار بہت زیادہ پڑھنا جنت کا سوال اور دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنا ان باتوں کا خاص خیال رکھو اور عمل کرو بہت سی عورتیں سمجھتی ہیں کہ تراویح کی نماز صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں، یہ بالکل غلط ہے مرد و عورت سب کو پڑھنا ضروری ہے اس مبارک مہینہ میں سخاوت بہت کرو۔ محتاجوں کو غریب روزہ داروں کو کھانا کھلاؤ، نوکروں کو کام ہلکا دو اور روزہ داروں کا روزہ افطار کرایا کرو۔

اس مہینہ میں شب قدر بھی ہوتی ہے، اس رات میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، رمضان کے آخر کے دس دنوں میں ۲۱،

۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ - ان تاریخوں سے پہلے جو راتیں ہیں ان میں جاگ کر خوب عبادت کرو ، ان میں سے کوئی نہ کوئی شب قدر ہوتی ہے اور آخرت کا نفع زیادہ کمانے کے لیے اعتکاف کرنا بھی بڑا ثواب کا کام ہے۔

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کو سورج چھپنے سے پہلے اعتکاف میں بیٹھ جاوے اور عید کا چاند نظر آجاوے تو اعتکاف کی جگہ سے نکل آوے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لیے ان نیکیوں کے کرنے کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے جو بے اعتکاف والے کیا کرتے ہیں۔

مسئلہ: مردوں کو ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا درست ہے جس میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی ہو اور عورت اپنے گھر کی مسجد میں یعنی اس جگہ اعتکاف کرے جو گھر میں نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہو اگر کوئی جگہ مقرر نہ ہو تو گھر کے کسی کونے کو مسجد مقرر کرکے اعتکاف کے لیے بیٹھ جاوے بڑے ثواب کا کام ہے اور عورتوں کے لیے بہت سہل ہے کہ اپنی اعتکاف کی جگہ بیٹھی بیٹھی تلاوت بھی کرتی رہیں اور وہیں بیٹھے ہوئے لڑکیوں اور لونڈیوں سے گھر کا کام کاج بھی بتاتی رہیں۔ اس قدر آسانی ہوتے ہوئے بھی عورتیں اتنی بڑی نیکی سے محروم رہتی ہیں۔

مسئلہ: اعتکاف کی جگہ سے پیشاب پاخانہ کے لیے نکلنا درست ہے کھانے پینے کی چیزیں اسی جگہ منگا کر کھا لیوے اور ہر وقت اسی جگہ رہے اور اسی جگہ سوئے اور نفلوں میں اور تلاوت میں اور تسبیحوں میں لگی رہے۔

مسئلہ: یہ جو مشہور ہے کہ اعتکاف میں کسی سے بات کرنا درست نہیں، یہ غلط ہے بلکہ اسی جگہ بیٹھے بیٹھے بات کرنا گھر کا کام کاج بتانا بھی درست ہے۔

مسئلہ: اعتکاف میں اگر ہر مہینہ والی عورتوں کی مجبوری شروع ہو جاوے تو اعتکاف چھوڑ دے اور بعد میں خاص اسی دن کے اعتکاف کی قضا کر لیوے جس روز سے یہ مجبوری شروع ہوئی۔

مسئلہ: قضا اعتکاف کے لیے روزہ رکھنا بھی ضروری ہے۔

نفلی روزے: نفلی روزوں کا بڑا ثواب ہے عید کے دن کا روزہ اور بقر عید کی دسویں گیارھویں، بارھویں، تیرھویں تاریخ کے روزے رکھنا حرام ہیں ان کے علاوہ سال بھر میں جتنے چاہے نفلی روزے رکھے اور خوب ثواب کما وے مگر یہ مسئلہ یاد رکھو کہ اگر شوہر گھر پر ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا درست نہیں ہے بہت سی عورتیں اس مسئلہ کا خیال نہیں کرتی ہیں۔

ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنا بہت ثواب ہے حضرت رسولِ
مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دونوں دنوں میں اعمال
اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں، لہٰذا میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ میرا
عمل اس حال میں پیش ہو کہ میرا روزہ ہو اور رمضان شریف کے روزے
رکھ کر عید کے مہینے میں چھ روزے رکھ لینے سے پورے سال کے روزے
رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ بقر عید کی اوّل تاریخ سے ۹ تاریخ
تک روزہ رکھنے سے ہر روزہ کا ثواب ایک سال کے روزوں کے
برابر ہے اور بقر عید کی خاص نویں تاریخ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے پوری امید رکھتا ہوں کہ اس
روزے کی وجہ ایک سال پہلے کے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ
فرما دیں گے اور محرم کی دسویں تاریخ کے بارے میں فرمایا کہ اس
روزے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے پوری امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے
ایک سال پہلے کے گناہ معاف فرما دیں گے۔ اس سے چھوٹے گناہ
مراد ہیں اور یہ بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ ذرا سی بھوک و پیاس برداشت کرنے
پر اتنا انعام اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے!؟

شبِ برات کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب شبِ برات

سکے مہینہ کی پندرھویں رات ہو تو نفل نماز میں کھڑے رہو اور صبح کو روزہ رکھو - چاند کی تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے - ہم نے نفل روزوں کی فضیلتیں لکھ دی ہیں جس سے جتنا ہو سکے اور جتنی ہمت کر سکے عمل کرے -

تنبیہ : ہر مہینہ میں عورتوں والی مجبوری کی وجہ سے جو رمضان شریف کے روزے چھوٹ جاتے ہیں ان کی جلد سے جلد قضا رکھو بہت سی عورتیں اس میں سستی کرتی ہیں پھر کئی سال کے ملا کر بہت سے روزے جمع ہو جاتے ہیں پھر قضا رکھنے کی ہمت نہیں پڑتی اور موت آ گھیرتی ہے، گنہگار مرتی ہیں -

تنبیہ : فرض روزہ ہو یا نفل روزہ ہر صورت میں روزہ کی عزت کرو ، یعنی روزہ رکھ کر غیبت ، جھوٹ ، چغلی ، گالی دینے اور نا محرم کو دیکھنے سے پرہیز کرو ، اور جو گناہ ویسے بھی ہو تو ہر گناہ ہر حال میں برا اور برباد کرنے والا ہے مگر روزے کی حالت میں گناہ کرنے سے روزہ کی برکت اور رونق اور اس کا فائدہ ختم ہو جاتا ہے اور ثواب بھی گھٹ جاتا ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزے دار ایسے ہوتے ہیں جن کو بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ روزہ کا فائدہ اور ثواب ، غیبت ، جھوٹ ، چغلی اور

گناہوں میں پڑ کر کھو دیتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی باتوں اور خراب کاموں کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

مسئلہ: روزے میں مسواک کرنا، سرمہ اور تیل لگانا درست ہے۔

مسئلہ: اگر رات کو غسل فرض ہو جائے اور صبح ہونے سے غسل نہ کر سکے تو ایسی حالت میں روزہ کی نیت کر لو صبح ہونے پر یا سورج نکلنے پر غسل کر لینا چاہیے۔

مسئلہ: اگر کسی پر غسل فرض ہو اور اس نے روزہ کی نیت کر لی اور روزہ رکھ لیا اور دن بھر غسل نہ کیا اور نماز نہ پڑھی تب بھی روزہ ہو جائے گا اور روزہ چھوڑنے کا گناہ نہ ہو گا۔ البتہ نماز چھوڑنے کا گناہ ہو گا۔

❋ ❋ ❋

چوتھا سبق

تعلیم و تعلّم

یعنی

دین کا سیکھنا اور سکھانا

یہ تو سب جانتے ہیں کہ عمل بغیر علم کے نہیں ہو سکتا اور جب ہم نے کلمہ طیبہ کا اقرار کر لیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کا پابند بنا دیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کر لیا تو اب اس کے ذمہ یہ لازم ہو گیا کہ اس کے دین یعنی اسلام کے عقیدوں اور حکموں کو سیکھے اور معلوم کرے ۔ ایسے آدمیوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھے جو اسلام کو خوب جانتے ہیں ۔ آج کل بڑے بڑے اسکول اور کالج کھل گئے ہیں اور ان میں دنیا بھر کی باتیں سکھائی اور پڑھائی جاتی ہیں اور طرح طرح کی ریسرچ کرائی جاتی ہے ۔ مگر ان معلومات سے آدمی کو نہ اللہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے ۔ نہ مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات معلوم ہوتے ہیں نہ وہاں کی تیاری کی فکر ہوتی ہے ۔ بیس بیس سال پڑھ لیتے ہیں ، مگر

ڈبانے تک قنوت اور الحمد شریف بھی یاد نہیں ہوتی اور کلمے یاد ہوں گے اسکولوں اور کالجوں کی اصل غرض وغایت دینی تعلیم نہیں ہے۔

جب کسی نے دین نہ سیکھا اور اس کے علاوہ ساری دنیا کی باتیں سیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ علم فائدہ مند نہیں ہوا اللہ تعالیٰ کو دینی علم پسند ہے جو خدا تک پہنچا دے اور انسان کو خدا کے حکموں پر چلائے اور جس سے آخرت کی زندگی درست ہو جائے۔

دین کا اتنا علم حاصل کرنا جس سے اپنا عمل درست ہو سکے۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، آپس کے معاملات رہن سہن، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے اور ان کے علاوہ زندگی کی تمام حالتوں کے حکموں کو معلوم کرو جو قرآن شریف و حدیث میں بتائے گئے ہیں۔ بہت سے مرد و عورت بچپن میں دین سیکھتے نہیں اور بڑے ہو کر لحاظ کی وجہ سے نہیں پوچھتے اور عمر بھر جاہل رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف چلتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بھی دین سیکھنے پر آمادہ کرو اور خود بھی سیکھو۔

جو کم عمر بیبیاں بڑی ہو گئیں ان کے دین سیکھنے اور سکھانے کی ترکیب یہ ہے کہ روزانہ ورنہ کم از کم ہفتے میں ایک روز مقرر کر کے وقت کی پابندی کے ساتھ کسی مقرر مکان میں پردے کے اہتمام کے ساتھ گھر سے آکر

بچے بڑوں اور ایک دوسرے سے سن کر سیکھیں اور سکھاتے رہیں تک جایا کریں،
زبانی تعلیم بھی کریں اور کتابی تعلیم بھی۔

زبانی تعلیم: زبانی تعلیم یہ ہے کہ جس کو کلمہ یاد نہیں ہے اس کو کلمہ یاد کرا دیں جسے نماز یاد نہ ہو اُسے نماز سکھا دیں یا دہرا دکھلا دیں اور جسے یاد نہ ہو وہ ایمان کو تعبیر کرے تو اپنی فضیلت جتا دے تو ایسے انداز میں بات کرے جس سے کسی کا دل دُکھے آپس میں نماز اور وضو کے فرضوں سنتوں کا ذکر چھیڑیں، پوچھ پاچھ کریں جسے معلوم نہ ہو بتا دیں۔ دین پر چلنے کی تاکید کریں خدا کا خوف دلوں میں بٹھائیں۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ و بزرگانِ دین کے قصے سنائیں۔

کتابی تعلیم یہ ہے کہ دینی کتابوں میں سے کوئی کتاب لے کر پڑھی جا رہے۔ ایک کتاب پڑھے اور باقی سب توجہ کے ساتھ سنیں۔ بات سمجھتے ہی عمل شروع کر دیں۔ کتابیں بہت سی چھپ گئی ہیں ہم چند کتابوں کے نام لکھتے ہیں ان کو منگا کر سنو اور پڑھوا دو سب کو سناؤ اور خوب سمجھا کر آگے دوسرا مضمون شروع کرو۔

فضائلِ حج۔ مسلمان بیوی۔ رسول اللہؐ کی بیویاںؓ۔ رسول اللہؐ کی صاحبزادیاںؓ۔ حکایتِ صحابہؓ۔ سیرتِ خاتم الانبیاء۔ رحمتِ عالم۔ تبلیغِ دین۔ بہشتی زیور۔ تعلیم الدین۔ فضائلِ نماز۔ فضائلِ تبلیغ۔

فضائل صدقات (دونوں حصے) فضائل حج ۔ فضائل قرآن مجید ۔ خدا کا ذکر
حیوٰۃ المسلمین ۔ آداب المعاشرت ۔ اغلاط العوام ۔ اکرام المسلمین ۔
احوال جہنم ۔ احوال برزخ ۔ فضائل رمضان ۔ جنت کی نعمتیں ۔ دوزخ
کا کھٹکا ۔ جنت کی کنجی ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں ۔
ارکانِ اسلام ۔ اسلام کیا ہے؟ سیر الصحابیات ۔ اصلاح الرسوم
اصلاح معاشرت ۔ مسنون دعائیں ۔ فروغ الایمان ۔ معارف الحدیث
(پانچوں جلدیں) ۔ کسب حلال وادائے حقوق ۔ فضائل صلوٰۃ وسلام ۔
جزاء الاعمال ۔ اخلاص نیت ۔ اسوۂ صحابیات ۔ تبلیغی نصاب ۔
مرنے کے بعد کیا ہوگا ۔ حیات المسلمین ۔ ذکر اللہ ۔ آداب زندگی ۔

ساتواں سبق

بچوں کی تعلیم و تربیت

بچوں کی تعلیم و تربیت یعنی ان کو دین کا علم سکھانے اور دین پر عمل کر کے دکھانے اور عمل کا شوق پیدا کرنے کا سب سے پہلا مدرسہ ان کا اپنا گھر اور ماں باپ کی گود ہے۔ ماں باپ بجز یہ قریب ہیں بچوں کو جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں اور جس رنگ میں چاہیں رنگ سکتے ہیں۔ بچے کا سنورنا اور بگڑنا دونوں گھر سے چلتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصل ذمہ دار ماں باپ ہی ہیں جس حیثیت میں ماں باپ ان کو جس راستہ پر ڈال دیں گے اور جو طریقہ بھلا یا برا سکھا دیں گے وہی ان کی ساری زندگی کی بنیاد بن جائے گا۔

آج کل ماں باپ اپنی اولاد کو دنیا حاصل ہونے والا علم سیکڑوں اور ہزاروں روپے خرچ کر کے سکھاتے ہیں اور بعضے لوگ کوئی دوسرا ہنر سیکھنے کے لیے کسی کاریگر کے یہاں بچہ کو بٹھا دیتے ہیں مگر دینی باتوں اور دینی عقیدوں اور دینی طریقوں کے سکھانے کو ضروری نہیں سمجھتے اگر کسی نے بہت ہی دینداری کا خیال کیا تو ذرا سی کوئی بات سکھا کر یا چھوٹے مکتب میں ایک مدرسہ میں پڑھوا کر آگے دنیا کمانے میں لگا دیا

اور دین کی بہت ضروری باتوں سے محروم کر دیا۔ بچے کے دل میں خدا کا
خوف، خدا کی یاد، خدا کی محبت اور آخرت کی فکر اور اسلام کے طریقوں
کے سیکھنے اور اسی کو زندگی کا مقصد بنا لینے کا جذبہ پیدا ہو جانے کی
پوری پوری کوشش کرنی چاہیے۔ اس کو نیک عالموں اور حافظوں کی
صحبت میں دین کی تعلیم دلاؤ۔ قرآن شریف حفظ کراؤ۔ ترجمہ قرآن و حدیث
کے معنی اور مطلب سمجھنے کے لیے عربی پڑھاؤ۔ اپنی اولاد کو نماز کی پابندی،
حلال کمائی، عبادت الٰہی، خدا کی یاد، قرآن مجید کی تلاوت، حرام سے پرہیز،
امانت داری، حیا و شرم، سخاوت، صبر و شکر، حلم، بندوں کے حقوق کی
ادائیگی اور وعدہ کا پورا کرنا اور اسی طرح دوسرے اچھے اخلاق سکھاؤ۔

اگر تمہارا لڑکا دین کے طریقہ پر چل کر دوزخ سے بچ گیا اور جنت میں
پہنچ گیا تو یہ بڑی کامیابی ہے اور اگر اس نے لاکھوں روپیہ کمایا اور بڑی
بلڈنگیں بنائیں مگر تمہارے قصور سے گمراہ ہو کر اور گناہوں میں پڑ کر دوزخ مول لی،
تو دولت اور جائداد کا ڈھیر اس کے لیے وبال ہی وبال ہے۔

عورتوں کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی اولاد کو دین دار، متقی اور
دوزخ سے بچانے والا بنائیں۔ ہر بچہ ۹ یا ۱۰ سال تک اپنی ماں کے پاس ہی رہتا ہے
اس عمر میں اسے دین کی باتیں سکھا دو اور دیندار بنا دو۔ اگر اولاد دین دار
ہوگی تو تمہارے لیے دعا کرے گی اور جو علم تم نے سکھایا تھا اس پر عمل کرے گی

تو تم کو بھی اجر ثواب ملے گا۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سب کام ختم ہو جاتے ہیں اور
اور ان کا ثواب بھی ختم ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے کہ ان کا
ثواب ملتا رہتا ہے وہ تین کام یہ ہیں (۱) صدقہ جاریہ (جیسے دینی تعلیم کا مدرسہ
قائم کیا یا مسجد بنوا دی یا کوئی مسافر خانہ بنا دیا (۲) وہ علم جس سے دینی نفع
حاصل کیا جاتا ہو (۳) وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے اور
ظاہر ہے کہ ماں باپ کے لیے دعا خیرات وہی لوگ کرتے ہیں جو دیندار
اور آخرت کے فکرمند ہوتے ہیں۔

دین کے پھیلانے میں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
زمانے کی عورتوں کا بڑا حصہ ہے۔ خود بھی اسلام پر عمل کرتی تھیں اور اپنی
اولاد کو بھی دین پر چلاتی تھیں اور اپنی اولاد کو دین کے لیے جان دینے اور
دین پر قربان ہونے کے لیے تیار کرتی تھیں۔ ایک صحابی حضرت
انس رضی اللہ عنہ تھے ان کی والدہ نے ان کو بچپن ہی میں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا دیا۔ اس وقت ان کی عمر دس برس کی تھی۔ دس
برس انھوں نے حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کی
اور بہت بڑے عالم ہو گئے۔

صحابی عورتوں میں دین سکھانے کے بڑے جذبے تھے اور ان کے بعد

والی عورتوں میں بھی اسلام کی تعلیم کو رواج دینے اور اپنے عزیز بچوں کو دین سکھانے کا اس قدر خیال تھا کہ جب ان کے گھر سے ان کے بیٹے یا بھائی دین کا علم پڑھنے کے لیے سفر کو جانے لگتے تو ان کی جدائی پر صبر کر لیتی تھیں اور ان کے خرچ کے لیے اپنا زیور تک دے دیتی تھیں۔ امام بخاریؒ کو سب جانتے ہیں۔ حدیث کے بڑے بھی عالم تھے جب انھوں نے علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ اور بہن نے خرچ کی ذمہ داری لی اور ایک بہت بڑے عالم قاضی زادہ رومیؒ گذرے ہیں جب انھوں نے علم حاصل کرنے کے لیے سفر کا ارادہ کیا تو ان کی بہن نے اپنا بہت سا زیور ان کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا۔

اور ایک بڑے عالم امام ربیعہؒ گذرے ہیں ان کے باپ ایک اسلامی حکومت کی فوج میں ملازم تھے اس زمانے میں مسلمانوں کی فوجیں اسلام کو پھیلانے کے لیے دشمنوں سے لڑا کرتی تھیں۔ امام ربیعہؒ کے والد بادشاہی حکم سے بہت سی لڑائیوں پر بھیج دیئے گئے۔ اس وقت امام ربیعہؒ ماں کے پیٹ ہی میں تھے۔ چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بیوی کو تیس ہزار سونے کی اشرفیاں خرچ چلانے کے لیے دی تھیں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کو لڑائیوں ہی میں ستائیس برس لگ گئے اور پیچھے یہ بچہ پیدا ہوا اور اس نے حدیثوں کا علم حاصل کیا اور پھر حدیثیں پڑھانے کا استاد بن گیا۔

وہ تیس ہزار اشرفیاں ماں نے اپنے بچے کو دینی تعلیم دلانے پر خرچ کردیں
اب جو تقریباً تیس برس کے بعد امام ربیعہؒ کے والد گھر لوٹے تو بیوی سے پوچھا
کہ ان اشرفیوں کا کیا ہوا؟ بیوی نے کہا حفاظت سے رکھی ہیں پھر وہ
جب مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو دیکھا کہ میرا بیٹا مسجد میں حدیثیں پڑھا رہا
ہے اور دنیا اس کی شاگرد بنی ہوئی ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر بہت خوش ہوئے
جب گھر میں آئے تو بیوی نے پوچھا کہ تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں یا یہ عزت
بہتر ہے؟ کہنے لگے حدیثوں کے علم کے سامنے ان اشرفیوں کی کوئی حقیقت
نہیں! شوہر کا یہ جواب سن کر کہنے لگیں کہ وہ اشرفیاں میں نے اسی نعمت
کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔ شوہر نے نہایت خوش ہو کر کہا خدا کی
قسم تم نے وہ اشرفیاں ضائع نہیں کی ہیں۔

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر مسلمان جانتے
ہیں۔ انھوں نے جب کم عمری میں علم کے لیے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو
ان کی والدہ صاحبہ نے چالیس اشرفیاں ان کی اچکن کی آستین میں بغل کے
پاس اس طرح سی دیں کہ وہ بغل میں چھپ گئیں ان کے پاس صرف
یہی اشرفیاں تھیں اور کچھ بھی نہ تھا اور شوہر بھی زندہ نہ تھے۔ ان کے
دل میں دین کی بڑی قدر تھی۔ کم عمر بچہ کو دین سیکھنے کے لیے پردیس بھیجنے پر
بھی دل کو راضی کرلیا اور جو کچھ پاس تھا یعنی چالیس اشرفیاں وہ بھی بچہ کو

دے دیں اور اپنے لیے سوائے خدا کے نام کے کچھ بھی نہ رکھا۔

چلتے وقت بچے کو خدا کے سپرد کیا اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جب بولو سچ بولو۔ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کی نصیحت گرہ میں باندھ کر گھر سے نکلے اور ایک قافلے کے ساتھ شہر بغداد کا رخ کیا راستے میں ڈاکو مل گئے جنہوں نے قافلے کو لوٹ لیا اور سامان چھین لیا ایک ڈاکو نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سامان چھین لیا اور پھر پوچھا کہ تمہارے پاس اور کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ چالیس اشرفیاں اور ہیں۔

یہ جواب ڈاکو نے سنا تو سمجھا کہ لڑکا مذاق کر رہا ہے کہنے لگا کیا مذاق کرتے ہو۔ حضرت شیخ نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا سچ کہتا ہوں۔ اس کے بعد دوسرے ڈاکو سے سوال و جواب ہوا۔ اس نے بھی اول اول تو ان کی بات کو مذاق سمجھا پھر کچھ خیال آیا تو حضرت شیخ کو اپنے سردار کے پاس لے گیا۔ سردار سے گفتگو ہوئی باتوں میں اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس اشرفیاں کہاں ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ آستین میں سلی ہوئی ہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا تم عجیب آدمی ہو۔ ایسی قیمتی چھپی ہوئی چیز کو یوں بتاتے ہو۔ حضرت شیخ نے فرمایا مسلمان کو ہمیشہ سچ بولنے کا حکم ہے۔ وہ کیا مسلمان جو جھوٹ بولے۔ حضرت شیخ کا یہ فرمانا تھا کہ اس سردار پر بہت اثر

ہوا شرمندگی سے سر جھکا لیا اور پھر اپنے تمام آدمیوں کے ساتھ جو ڈاکہ ڈالنے میں اُس کے ساتھی تھے حضرت شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہوا اور اپنے گناہوں سے توبہ کی اور سارے قافلہ کا جو جو سامان لوٹا تھا واپس کر دیا۔

دیکھا! ایک بوڑھی ماں کی نصیحت کا اثر اور بچے کو دین پر ڈالنے کا نتیجہ کہ سب ڈاکوؤں نے لوٹ سے توبہ کر لی اور سارے قافلہ کا سامان مل گیا۔ آگے چل کر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور ولی اور بزرگ ہوئے تمام امت ان کی بزرگی کی قائل ہے۔

آٹھواں سبق
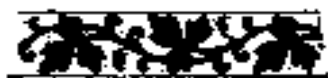
اللہ کا ذکر

ذکر الٰہی کا اصل درجہ یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رہے اور اس کی یاد دل میں بسی رہے۔ جن بندوں نے ذکر کا نفع سمجھ لیا ہے اور جن کو اس کی فضیلتیں معلوم ہو گئی ہیں وہ عمر کا ذرا سا حصہ بھی خدا کی یاد سے خالی نہیں جانے دیتے ہیں اللہ کا نام لینا اور اللہ کا ذکر کرنا بہت ہی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ ایک صحابی کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ تیری زبان ہر وقت اللہ کی یاد میں تر رہے۔

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے چند عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس پڑھتی رہا کرو اور انگلیوں پر پڑھا کرو کیونکہ انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور ان کو زبان دی جائے گی اور غافل مت ہو جاؤ ورنہ رحمت سے بھلا دی جاؤ گی۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ انسان کی ہر بات اس کے لیے وبال ہے، نفع کی چیز سوائے اس کے نہیں کہ کسی کو

اچھی بات بتا دے یا برائی سے روکے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ مت بولا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ بولنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہی ہے جس کا دل سخت ہو۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ہر وقت اللہ کا ذکر کرے، ہر آدمی اپنی فرصت اور مشغولیت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں جتنا بھی وقت گزارے تھوڑا ہے۔ مگر اتنا تو سب ہی کر سکتے ہیں کہ صبح و شام سو سو مرتبہ تیسرا کلمہ اور درود شریف اور استغفار پڑھ لیا کریں۔

۱۔ تیسرا کلمہ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۲۔ درود شریف: جو چھوٹا سا بھی پڑھنا چاہے اس کو یاد کر لے، مثلاً یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ط

۳۔ استغفار: مثلاً یہ پڑھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

ان چیزوں کی بڑی فضیلتیں حدیثوں میں آئی ہیں پہلی چیز یعنی تیسرے کلمہ کے متعلق حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جتنی چیزوں پر سورج نکلتا ہے مجھے اس کلمہ کا ایک دفعہ پڑھنا ان سب چیزوں

سے زیادہ پیارا ہے اور یہی اس کی فضیلت بہت آئی ہے۔ درود شریف
کے بارے میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں
گے اور دس نیکیاں اس کے اعمال نامے میں لکھ دی جاویں گی اور اس کے
دس گناہ اعمال نامے سے کم کر دیئے جائیں گے اور اس کے دس درجات
بلند کر دیئے جائیں گے۔ سو سو مرتبہ صبح و شام پڑھنے کے علاوہ بھی جس
قدر ہو سکے ان تینوں چیزوں میں لگے رہنا چاہیے اور ان کے علاوہ تلاوت
قرآن مجید میں اپنا وقت لگایا کرو۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کام کاج کرتے
ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو سکتا ہے اور یہ سب تو زبانی ہو سکتے ہیں۔

تلاوت قرآن مجید کا بھی بڑا ثواب ہے۔ روزانہ وقت مقرر کر کے ایک
پارہ، دو پارہ، آدھا پارہ کی تلاوت ضرور کیا کرو۔ حدیث شریف میں
آیا ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت کرنے سے ہر حرف پر دس
نیکیاں ملتی ہیں اگر کسی نے ایک مرتبہ صرف الٓمّٓ کہا تو اس کو تیس نیکیاں
مل گئیں۔

بعض سورتوں کی خاص فضیلتیں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کے پڑھنے سے تہائی قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور سورہ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ایک مرتبہ پڑھنے سے چوتھائی قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور جس نے یٰسٓ شریف ایک مرتبہ پڑھ لی اس کو دس مرتبہ پورا قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اگر کوئی شخص صبح سورہ یٰسٓ شریف پڑھ لے تو شام تک اس کی حاجتیں پوری ہوں گی۔ رات کو سورہ واقعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

بہت سے آدمیوں اور خاص کر عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ جہاں دو چار مل کر بیٹھیں تیری میری برائی شروع کر دی۔ غیبت کرنا کتنا گناہ کی بات ہے بہت بڑا مرض ہے۔ ایسی کوئی مجلس اللہ کی یاد سے خالی نہ جانے دو۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کئے بغیر کھڑے ہو گئے وہ ایسے ہی جیسے مردار گدھے کو کھا کے سے اٹھے اور یہ مجلس ان کے لئے حسرت کا سبب بنے گی۔ ہر وقت اللہ کا ذکر کرو حدیثوں میں جو ہر وقت کی دعائیں آئی ہیں مثلاً سوتے وقت کی دعا اور سو کر اٹھنے کی اور صبح و شام کی دعا، وضو

کرنے کے وقت کی دُعا، کھانا کھانے کے بعد کی دُعا، کپڑا پہننے کی دُعا اور چاند دیکھنے کی دُعا اور ان کے علاوہ دوسرے وقتوں کی دعائیں یاد کرکے وضیاں سے پڑھا کرو۔ ایسا کرنے سے ہر وقت اللہ کی یاد کرنے کی مشق ہو جائے گی۔ ایسی دعائیں ہم نے ایک کتاب میں جمع کر دی ہیں جس کا نام "مسنون دعائیں" ہے۔

مسئلہ: یہ جو مشہور ہے کہ زوال کے وقت اور سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت قرآن شریف پڑھنا یا ذکر میں مشغول رہنا منع ہے یہ غلط ہے ہاں ان وقتوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ: تیسرا کلمہ، پہلا کلمہ، درود شریف، استغفار بے وضو پڑھنا درست ہے بلکہ جس پر غسل فرض ہو ان چیزوں کا پڑھنا اس کے لئے بھی درست ہے۔

مسئلہ: قرآن شریف بلا وضو زبانی پڑھنا درست ہے اور بلا وضو قرآن شریف کا چھونا درست نہیں اور جس پر غسل فرض ہو اس کو نہ قرآن شریف پڑھنے کی اجازت ہے نہ قرآن شریف چھونے کی۔

✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱

نواں باب

حقوق العباد

بندوں کے حقوق کے بارے میں تاکید

جب آدمی دنیا میں آتا ہے تو چاہے مرد ہو یا عورت اُسے دوسرے انسانوں کے ساتھ مل کر رہنا پڑتا ہے اور شریعت کا حکم ہے کہ سب کے حقوق کا دھیان کرو جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔ ایک دوسرے کی حق تلفی کرنے سے اور آگے یا پیچھے بیجا برائی کرنے سے یا کسی کا پیسہ رکھ لینے سے قیامت میں بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہو کہ اس کی بے آبروئی کی ہو یا کسی اور قسم کی حق تلفی کی ہو تو آج ہی اس روز سے پہلے جب کہ نہ اشرفی پاس ہوگی نہ روپیہ پاس ہوگا (حق ادا کرکے یا معافی مانگ کر) اس سے اپنی جان چھڑا لیوے یہاں صفائی نہ کی تو اگر نیک عمل ہوں گے تو قیامت کے روز ظلم کے برابر اُسے دے دیئے جائیں گے جس کی حق تلفی کی ہے اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو جس پر ظلم ہوا ہے اُس کی برائیاں لے کر ظالم پر ڈال دی

جائیں گی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا ہے کہ صرف پیسہ روپیہ رکھ لینا ہی ظلم نہیں ہے بلکہ گالی دینا، تہمت لگانا، غیبت کرنا، بےجا مارنا، بےعزتی کرنا بھی ظلم اور حق تلفی ہے۔ بہت سے لوگ اپنے کو دیندار سمجھتے ہیں مگر ان چیزوں سے ڈرا نہیں بچتے۔ یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے حق کو توبہ اور استغفار کرنے سے معاف فرما دیتے ہیں مگر بندوں کی جو حق تلفی کی ہے اور بندوں پہ جو ظلم کیا ہے اس کی معافی جب ہو گی جب کہ حق ادا کردے یا اسی دنیا میں معافی مانگ لے۔

حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ اگر انسان خدا کی ستر نافرمانیاں کر کے قیامت میں پہنچے تو یہ جرم اس سے بہت ہلکا ہے کہ کسی بندہ کا ایک حق لے کر میدان حشر میں جاوے۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ بےنیاز ہیں وہ معاف کر سکتے ہیں مگر یہ بندے عاجز اور محتاج ہوتے ہیں۔ قیامت میں بہت ہی بے بس ہوں گے اور ذرا ذرا سا سہارا تلاش کرتے ہوں گے لہٰذا حقوق العباد کا دھیان رکھنا اور ان سے پاک و صاف ہو کر رہنا ضروری ہے کیونکہ بندے اپنی حاجت کی وجہ سے معاف نہیں کریں گے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابیوں سے پوچھا کیا تم جانتے ہو مفلس یعنی غریب اور تنگ

دست کون ہے ؟ انھوں نے عرض کیا ہم تو اُسے غریب سمجھتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ اور مال نہ ہو۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقین جانو اصلی غریب میری اُمت میں وہ ہے جو قیامت کے روز نماز روزے اور زکوٰۃ کی پونجی لے کر آئے گا اور اس حال میں بھی آئے گا کہ دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پہ تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو ناحق مارا ہوگا۔ لہٰذا اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس کو دلا دی جائیں گی اور کچھ اس کو دلا دی جائیں گی اگر حق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو پھر حق داروں کے گناہ لے کر حق تلف کرنے والے کے سر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

الغرض بندوں کے حقوق کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ بندوں کی حق تلفی سے بچیں کسی کی بے آبروئی کرنے غیبت اور بہتان باندھنے بے اجازت کوئی چیز لے لینے یا امانت میں خیانت کرنے یا یتیم کا مال کھانے یا مسجد یا مدرسہ کی وقف آمدنی اپنے کام میں لانے یا کسی کا حق مارنے اور ہر طرح کے ظلم و حق تلفی سے بچیں اور سب کو بچائیں۔

اپنے بچوں کو بھی یہ باتیں خاص طور سے بچا دیں کا ہم نے اس سبق میں ذکر کیا ہے اس زمانہ میں چونکہ لوگوں میں آخرت کی فکر نہیں ہے اس لئے

بدبختی کی نشانی ہے اس لیے کسی پر ظلم کرنے یا کسی کا حق ضائع کرنے سے ہمیشہ بچتے رہیں اللہ تم کو ان میں سے نہ کرے۔ آمین۔

مسئلہ: اگر کسی کا تم پر کوئی حق تھا اور اس کی وفات ہو گئی تو اس کے وارثوں کو اس کا حق پہنچا دو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنا حق قرض وغیرہ بھول گیا جو اس کا تمہارے ذمہ ہے۔ یا یاد تو ہے مگر دباؤ یا لحاظ سے نہیں مانگتا تو اس کو دبالینا درست نہیں، خود ادا کر دو، اگر دُور ہے تو ڈاک کے ذریعہ یا کسی آدمی کے ذریعہ پہنچا دو۔

دسواں سبق

خدمتِ خلق و راحت رسانی

پچھلے سبق میں ان حقوق کے بارے میں ہم نے توجہ دلائی ہے جن کی ادائیگی فرض اور نہایت ضروری ہے اور جن کے تلف کرنے پر اپنی نیکیاں دوسروں کو دلوانے کا تاوان حدیثوں میں آیا ہے۔ اب اس سبق میں ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ خدا کی ساری مخلوق کی خدمت بڑے مرتبہ اور ثواب کا کام ہے جو حقوق ہم پر فرض ہیں ان کے علاوہ بھی جہاں تک ہو سکے جان اور مال سے سب کی خدمت کرو۔ سب کے آرام و راحت کا خیال رکھو، کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ، سب کے ساتھ عاجزی سے پیش آؤ۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرو۔ محتاج کی مدد کرو۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ ننگے کو کپڑا دو۔ راستے سے تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹا دو اور معمولی چیزوں کے دینے سے بھی ہاتھ نہ روکو۔ مثلاً آگ، نمک، دیا سلائی، سوئی دھاگہ وغیرہ

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھی طرح پیش آوے۔

اچھی طرح پیش آنے میں سب باتیں آگئیں دلداری کی بات بھی

ہے کہ جس جس سے واسطہ پڑتا رہے اس وقت کے مناسب جو بہترین برتاؤ ہو اسی طرح اس کے ساتھ پیش آئے بعض چیزیں ہم لکھتے ہیں۔

۱۔ جو اپنے لیے پسند کرو وہی سب کے لیے پسند کرو۔

۲۔ جب کسی مجلس میں پہنچو تو دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے نہ بیٹھو اور گردنوں سے کود کر مت آجاؤ۔

۳۔ بغیر اجازت کسی کے گھر میں مت داخل ہو جاؤ اور داخل کی اجازت ملنے سے پہلے اس کے گھر میں نظر بھی نہ ڈالو۔

۴۔ سب کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ سختی سے جواب نہ دو۔

۵۔ ضرورت مند کے لیے سفارش کر دو۔

۶۔ کسی کی عیب جوئی نہ کرو۔ عیب معلوم ہو جائے تو مت پھیلاؤ۔

۷۔ قرض ادا کرنے میں جلدی کرو اور تمہارا قرض کسی پر ہو تو وصول کرنے میں سختی نہ کرو اگر وہ تنگ دست ہے تو مہلت دے دیا کرو یا پورا قرض معاف کر دو۔

۸۔ دوسرے کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرو۔

۹۔ جہاں کسی کے لڑکے یا لڑکی کی بات چیت ہو رہی ہو اس کا فیصلہ ہونے تک اپنے لڑکے یا لڑکی کے لیے پیغام نہ بھیجو۔

۱۰۔ مریض کی عیادت کرو یعنی اس کا حال معلوم کرنے کے لیے جاؤ۔

۱۱۔ کسی کا مذاق نہ اڑاؤ۔

۱۲۔ یتیم پر رحم کرو۔

۱۳۔ کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھو۔

۱۴۔ سب چھوٹوں بڑوں کو سلام کرو۔

۱۵۔ ہدیہ لیا دیا کرو۔

۱۶۔ جب کوئی مسلمان تم سے ملنے یا بات کرنے کے لیے آوے تو اس کے احترام کے لیے اپنی جگہ سے ذرا ہٹ جاؤ۔ یہ سب باتیں حدیثوں میں آئی ہیں۔ ان کی فضیلتیں اور ثواب معلوم کرنے کے لیے ہماری کتاب اکرام المسلمین کا مطالعہ کرو۔
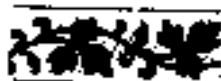
گیارھواں سبق

والدین کے حقوق اور خدمت گذاری

والدین کے بڑے حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کئی جگہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے اور پندرھویں پارے میں فرمایا ہے کہ "ماں باپ کو اُف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے تعظیم کے ساتھ بات کرو اور ان کے آگے عاجزی کا بازو رحمت کے ساتھ جھکائے رکھو اور ان کے لیے یوں دعا کرو کہ اے میرے رب میرے ماں باپ پر رحم فرما، جیسا کہ انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔" حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بڑے گناہ یہ ہیں کسی کو خدا کے ساتھ شریک کرنا، ماں باپ کو ستانا۔ ناحق کسی کو قتل کرنا جھوٹی قسم کھانا۔ ایک صاحب نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری جنت اور دوزخ ہیں یعنی چاہے تو ان کی خدمت کر کے ان کو خوش رکھ کر جنت میں چلا جا۔ چاہے ان کی نافرمانی کر کے دوزخ میں چلا جا۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ

کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سارے گناہ ایسے ہیں کہ اللہ جس کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں سوائے والدین کو ستانے کے کہ اس کی سزا مرنے سے پہلے جلد دے دیتے ہیں۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف ایک مرتبہ رحمت کی نظر سے دیکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج لکھ دیں گے۔ صحابیؓ نے پوچھا کہ اگر کوئی سو مرتبہ روزانہ رحمت کی نظر سے دیکھے تب بھی یہی اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس میں کیا شک ہے، اللہ بہت بڑا ہے اور ہر عیب سے پاک ہے۔

لہٰذا تم ماں باپ کی خدمت بڑی خوشی سے کرو ان کی سختی و ترشی کو برداشت کرو، ان کا کہا مانو، ہاں اگر شرع کے خلاف کوئی کام کرنے کے لیے کہیں تو اس وقت اللہ کے حکم پر چلو ان کی فرمانبرداری نہ کرو، بہت سے لڑکے اور لڑکیاں شادی ہو جانے کے بعد ماں باپ سے بے تعلق ہو جاتے ہیں یہ بہت برا ہے، اب بھی ان کی خدمت کرو اور خبر رکھو۔

بارھواں سبق

شوہر کے حقوق

عورت پر اس کے شوہر کے حقوق بہت بڑے ہیں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پائی کہ اس کا شوہر اُس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جب عورت پانچوں وقت کی پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

ایک صحابی رض نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی عورت بہتر ہے ارشاد فرمایا وہ عورت بہتر ہے کہ شوہر اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کرے اور جب وہ حکم دے تو عمل کرے وہ اپنی جان کے بارے میں اس کی مخالفت نہ کرے اور اس کی مرضی کے خلاف اس کے مال سے خرچ نہ کرے۔

بہت سی عورتیں شوہر سے بڑھ چڑھ کر باتیں کرتی ہیں اور اس کے سامنے منہ پھلائے رکھتی ہیں. ذرا ذرا سی بات میں اس کو ناراض کر دیتی ہیں۔ یہ بڑی بُری حرکت ہے، شوہر کو ناراض رکھنے کا آئی بڑا وبال

ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں
کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی اوپر نہیں جاتی اول بھاگا
ہوا غلام جب تک اپنے مالکوں کے پاس آکر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں
نہ دے دے دوسرے وہ عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو تیسرے وہ شخص
جو نشہ میں مست ہو جب تک اس کو ہوش نہ آجائے۔

شوہر کی ناشکری کرنا بہت برا ہے عورتوں میں عادت ہوتی ہے کہ
جب کبھی ذرا سا دل پر میل آیا شوہر کے تمام احسانوں پر پانی پھیر دیا۔
حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم عید یا بقر عید کی نماز کے لیے تشریف لے جا رہے تھے راستہ
میں عورتوں پر گزر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو!
صدقہ کرو کیونکہ مجھے دوزخیوں میں سب سے زیادہ تم ہی دکھائی گئی
ہو۔ یہ سن کر عورتوں نے پوچھا کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ لعنت بہت کرتی ہو اور
شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت رسول مقبول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کی ناشکری کا ذکر فرماتے ہوئے
ارشاد فرمایا کہ اگر ایک مدت تک تم عورت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو
پھر کبھی اس نے کبھی تمہاری طرف سے کچھ ذرا سی رنجش کی بات دیکھی تو

رغبت سے پورا کرے گی کہ نبی نے کبھی تمہاری طرف سے بہتری نہ دیکھی اور یہ بھی حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہ دیکھے گا جو اپنے شوہر کی شکر گزار نہیں حالانکہ اس کی محتاج رہتی ہے بعض عورتیں لعنت بہت کرتی رہتی ہیں بات بات پہ کرتی ہیں اور گالیاں دیتی ہیں کہ فلاں پر خدا کی مار، اس پر پھٹکار، وہ ستیاناسی ہے فلانی کم بختی ماری ہے اسے موت آوے اس کی دوکان میں آگ لگے وغیرہ وغیرہ خدا سب کو ان باتوں سے محفوظ رکھے۔ اے بیٹیو! تم شوہر کے حق میں کوتاہی نہ کرو اس کو راضی رکھو۔

* * * * * * * * * * * * *

تیرھواں سبق

پڑوسی کے حقوق

شرع میں پڑوسی کے بڑے حقوق ہیں۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پڑوسی کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام اتنی تاکید
کرتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ یہ پڑوسی کو ترکہ کا وارث کر کے چھوڑیں
گے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلا مدعی اور مدعا علیہ دو پڑوسی
ہوں گے۔ لہٰذا تم پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھو ان کو تکلیف مت پہنچاؤ ان
کے بچوں کو برا بھلا مت کہو ان کے دروازے کے سامنے یا ان کے گھر میں
خراب اور گندی چیزیں مت ڈالو۔ صحن میں یا پانی بہنے یا راستے میں اور کسی بھی چیز میں
اُن کا ساجھا ہو اُن کی حق تلفی مت کرو۔ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور
جو غریب ہیں ان کی محتاجی اور بھوک پیاس کا خیال رکھو۔ حضرت رسولِ مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ مسلمان نہیں جو کھا پی کر پیٹ بھر سوئے اور
اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور یہ بھی فرمایا کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس
کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ لہٰذا تم اپنے پڑوسیوں سے تعلقات اچھے رکھو۔
اُن کو تکلیف نہ دو۔ یہ نہ سمجھو کہ پڑوسی تو دور رہتے ہیں کہ تم کیا جانو اُن کی طرف سے
ہم کو کیا دکھ پہنچے گا۔ وہ پکا مسلمان نہیں۔

چودھواں سبق

اخلاصِ نیّت

صرف اللہ کی رضا کے لیے عمل کرنے کو اخلاص کہتے ہیں یعنی جو بھی نیک کام کرو اس نیت سے کرو کہ اس کے متعلق جو مجھے اللہ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کر کے محض اللہ کو راضی کرنا مقصود ہے۔ دنیا کا نفع اور شہرت اور نام و نمود یا اور کوئی ایسی چیز مقصود نہیں ہے جو اس دنیا میں کام آوے بلکہ آخرت سنور جانے کے لیے اس عمل کو کرتا ہے اور یہ جب ہی ہوتا ہے جب نیک عمل کا ثواب مل جانے کا پورا یقین ہو اور ثواب کو کام کی چیز سمجھا جاوے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر موقوف ہے اور ہر ایک کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہو مطلب یہ ہے کہ صرف عمل کرنے سے ثواب نہیں ملتا بلکہ اگر نیت اچھی ہے اور محض صرف خدا کے لیے ہے تو اس عمل کا خدا کے یہاں ثواب ملے گا اور اگر اچھی نیت سے عمل خالی ہے اور نفس کو بہلانے کے لیے یا لوگوں کو خوش کرنے کے لیے یا دنیا کا نفع حاصل کرنے کے لیے کیا ہو تو وہ عمل بیکار ہے اور بے دینی کے لیے وبال بنے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن دنیا حاضر کی جائے گی اور اس میں جو کچھ خدا کے لیے ہوگا اُس کو الگ کر لیا جائے گا اور باقی کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ نماز، روزہ، ذکرِ الٰہی تسبیح، زکوٰۃ، صدقہ خیرات اور ہر نیکی کا کام جو کرو بس اللہ کی رضا حاصل ہونے کا دھیان رکھو۔ دنیا والوں کو دکھانے اور شہرت اور نام وری کے لیے مت کرو۔ جو لوگ مخلوق کو دکھانے کے لیے عمل کرتے ہیں اُن کے بارے میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اُس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اُس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کا صدقہ دیا اُس نے شرک کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ دوزخ میں ایک گڑھا ہے جس سے خود دوزخ روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے اس میں ریاکار عبادت گزار جائیں گے۔

لہٰذا تم دنیا کی شہرت اور نیک نامی کے خیال سے نماز روزہ اور خیرات مت کرو۔ اس طرح چھپ کے صدقہ کرو کہ جو کچھ سیدھے ہاتھ سے دیا ہے اُس کی خبر خود تمہارے بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہو جن کاموں کو لوگ خالص دنیا کا کام سمجھتے ہیں تلاش کرکے اگر ان میں بھی خدا کی رضا مندی کا پہلو نکال لیا جائے تو ان میں بھی ثواب ملے گا۔ اگر کھانا کھانے میں یہ نیت

کرے کہ اس سے جو طاقت آئے گی وہ آخرت کے کام میں لگے گی اور پیٹ میں بھوک کا احساس نہ ہوگا تو نماز بھی ٹھیک ہوگی تو ایسی نیت کرنے سے کھانے میں بھی ثواب مل جائے گا خوب سمجھ لو۔

اگر کسی نے روزہ اس نیت سے رکھا کہ ثواب بھی ہوگا اور تندرستی کا بھی فائدہ ہوگا یا حج اس نیت سے کیا کہ حج بھی ہوگا اور تفریح بھی ہوگی اور فقیر کو کچھ اس نیت سے دیا کہ صدقہ بھی ہو جائے گا اور یہ بلا ان سے ٹل بھی جائے گی تو یہ سب باتیں نیت کی خرابی میں داخل نہیں۔

فائدہ: گناہ کسی بھی نیت سے جائز نہیں ہو سکتا اور نیکی بن سکتا ہے۔

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

پندرھواں سبق

زبان کی حفاظت

مسلمان آدمی کے لیے زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے آدمی کے جسم میں زبان دیکھنے میں گو ذرا سی چیز ہے مگر بڑی بڑی لڑائیاں کرا دیتی ہے اور دلوں میں پھوٹ ڈلوا دیتی ہے۔ انسان سے جو گناہ ہوتے ہیں اکثر یا تو زبان سے ہوتے ہیں یا ان میں زبان کا دخل ضرور ہوتا ہے دنیا و آخرت کی کامیابی اور بہت سی مصیبتوں سے چھٹکارے کی سب سے اچھی اور عمدہ ترکیب یہ ہے کہ زبان اپنے قابو میں رکھی جائے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ منہ کے بل اوندھے کرکے جو چیز لوگوں کو دوزخ میں گرائے گی وہ ان کی باتیں ہی ہوں گی۔

زبان سے بڑے بڑے گناہ ہوتے ہیں۔ کفر کے کلمے زبان سے ہی نکلتے ہیں۔ غیبت زبان ہی سے ہوتی ہے۔ بہتان، لعنت، طعنے، گالیاں، جھوٹ، چغلی اور طرح طرح کے گناہ زبان سے ہوتے ہیں۔ اپنی زبان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رکھو اور دنیا کی ضروری بات جس میں گناہ نہ ہو کرلو اور بے ضرورت جو اسی قدر ہو کہ عورتوں میں عادت ہوتی

ہے کہ بات میں بات لگاتے جاتی ہیں اور تیری میری برائی بیان کرتی ہیں گھنٹوں مجلس گرم رکھ کر اپنی عاقبت خراب کرتی ہیں کسی کو کوستی ہیں اور کسی پر لعنت اور پھٹکار بھیجتی ہیں۔ اپنی بڑائی جتاتی ہیں اور دوسری عورتوں کی حقارت ظاہر کرتی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ سب چیزیں آخرت میں ڈبونے والی ہیں ان سے بچو!

جھوٹ کا وبال: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بات کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

چغلی: فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جنت میں چغل خور داخل نہ ہوگا۔

گانا: فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔

نفاق اس کو کہتے ہیں کہ آدمی کے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں مسلمان بنے گانا نہ سننا نہ گانے کے شعر یاد کرو۔ بہت سی لڑکیاں سنتا میں بیاہی جاتی ہیں حیا شرم بھی کھوتی ہیں اور گانا بجانا بھی جان جاتی ہیں اور پھر بیٹھے بیٹھے شعر گایا کرتی ہیں یہ سخت گناہ ہے مسلمانوں کے کرنے کا کام نہیں ہے۔ دیکھو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو

منافقت کا سبب بتایا ہے۔

غیبت کا گناہ: فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کا وبال زنا کاری سے بھی زیادہ سخت ہے صحابیوں رضہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت کا وبال زنا کاری سے بھی زیادہ سخت کیسے ہے؟ فرمایا اس وجہ سے کہ بیشک آدمی زنا کاری کرتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ غیبت والے کا گناہ بخشا نہ جائے گا جب تک وہی معاف نہ کردے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کے بارے میں ایسی بات کہی جاوے جو اسے بری لگے اس کا بڑا گناہ ہے جس کی غیبت کی ہو اس سے معافی مانگ لو ورنہ قیامت میں اس کو اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی اور اس کے گناہ اپنے اوپر لادنے ہوں گے اور اگر اس مرد یا عورت کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے جس کی تم نے غیبت کی یا دنیا ہی میں اب نہیں ہے تو اس کے لیے مغفرت کی اتنی دعا کرو کہ تمہارا دل گواہی دے دے کہ اب اس کی غیبت کا بدلہ میں نے ادا کر دیا۔

بہت سے لوگ غیبت کرتے ہیں اور جب کوئی منع کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ تو نہیں کہتے جو برائی فلاں مرد یا عورت میں ہے اسی کا تو

کیا ہے یہی سوال ایک صحابی رض نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے سامنے رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے وہ عیب
یا برائی بیان کی جو تیرے بھائی میں ہے تو اس صورت میں تم نے اس کی
غیبت کی اور اگر تم نے اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں نہیں
ہے تو اس صورت میں تم نے اس پر بہتان باندھا۔

الغرض جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں زبان کو لگائے رکھو
دنیا کی کوئی ضروری بات ہو تو کرلی کسی کو نصیحت کردی۔ ایسی ہی مشغول ہو
جہاں تک ہو سکے ایسی بات بھی نہ کرو جس میں نہ گناہ ہو نہ ثواب ہو کیونکہ
اس میں بھی اپنی آخرت کا نقصان ہے جس وقت ایسی بات کی جس سے نہ
گناہ ہوا نہ ثواب ہوا اس وقت اللہ کا ذکر کیا جاتا یا درود شریف کے چار
الفاظ یا کوئی دوسرا کلمہ خیر نکل جاتا تو بہت ثواب ملتا۔ لایعنی اور فضول
باتوں اور بے کار کاموں سے دور رہو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ بے کار کاموں
کو چھوڑ دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابی رض کی وفات
ہو گئی تو دوسرے صحابی رض نے کہا کہ تجھے جنت کی خوشخبری ہے اس پر حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خوشخبری دے رہے ہو اور حالانکہ
تم کو یہ نہیں کہ شاید اس نے لایعنی بات کہی ہو یا ایسی چیز کے خرچ سے بخل کیا

کی ہر چیز جو چر سے گھٹتی نہیں رہتی جیسے علم ، آگ ، نمک وغیرہ ۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے پیر سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا اپنی زبان سے لغزش کھا جاتا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بلاشبہ بندہ کبھی ایسا کلمہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کہہ دیتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوزخ میں اس سے بھی زیادہ گہرا گرتا چلا جاتا ہے جتنا پورب اور پچھم کے درمیان فاصلہ ہے ۔ حالانکہ اس کو اپنی بات کی طرف دھیان بھی نہیں ہوتا کہ میں نے کیا کہہ دیا ۔

حضرت لقمان حکیم سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو حکمت کا یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا ۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں سچ بولتا ہوں ، امانت ادا کرتا ہوں اور لایعنی سے بچتا ہوں ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی زبان کی حفاظت کی اور لایعنی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں ۔

سولھواں سبق

اکلِ حلال

حلال روزی کا دھیان رکھنا بہت ہی زیادہ ضروری بات ہے کیوں کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ جو گوشت حرام سے بڑھا ہو دوزخ ہی اس کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

حرام کھانے کی وجہ سے دُعا قبول نہیں ہوتی

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبے سفر میں ہو بُرا حال ہونے کی وجہ سے اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور بدن پر غبار لگا ہُوا ہو اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یَا رَبِّ یَا رَبِّ کہتا ہو اور اس کا کھانا حرام ہو اور اس کا لباس حرام ہو اور اس کو غذا حرام ملی ہو تو ان سب چیزوں کی وجہ سے اس کی دعا کیسے قبول ہو؟

جب تک آدمی سفر میں رہتا ہے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے لیکن مسافر ہونے کے باوجود مسافر بدحال کی دُعا اس کے لیے قبول نہ ہوگی کہ اس کا کھانا پینا اور پہننا حرام ہوگا۔ آج بہت رو رو کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ مگر قبول نہیں ہوتیں اور کیونکر قبول ہوں جب کہ حرام سے بچنے کا خیال ہی

نہیں رہا۔

نماز قبول نہ ہونا: حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا ہے تقریباً دو روپے آٹھ آنے ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک درہم یعنی چار آنے حرام کے تھے تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ فرمائیں گے۔

غور کرو جب کپڑے میں دسواں حصہ حرام کا ہونے سے نماز قبول نہیں ہوتی تو جس کے سارے کپڑے اور خوراک حرام سے ہو اس کی نماز کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

صدقہ قبول نہ ہونا: حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی بندہ حرام مال کما کر اس میں سے صدقہ کرے گا تو وہ صدقہ قبول نہ ہوگا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو برکت نہ ہوگی اور اس کو اپنے مرنے کے بعد چھوڑ جائے گا تو وہ مال اس کے لیے دوزخ کا سامان ہوگا۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ جو شخص نیک کام میں حرام مال خرچ کرے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیشاب سے کپڑا پاک کرے بعض لوگ حرام کما کر لاتے ہیں اور نفس کو سمجھاتے ہیں تھوڑا اس میں سے کسی فقیر کو دے کر یہ خیال کر لیتے ہیں کہ اب سارا مال پاک ہو گیا یہ بالکل غلط ہے اور شیطان کا دھوکہ ہے صدقہ خود تو قبول ہی نہیں ہوا باقی مال کیسے پاک کر دیا۔

لہٰذا تم حلال مال کا دھیان کرو تمہارے گھر میں اگر باپ یا بھائی یا شوہر حرام
کما کر لائیں، جیسے رشوت کا مال لاویں، یا سود لیتے ہوں یا سینما میں یا شراب
کے محکمے میں یا انشورنس کمپنی میں ملازم ہوں یا انھوں نے مکان، دکان کی
سلامی (پگڑی) لی ہو، یا اور کسی گناہ کے ذریعے سے روپیہ کمایا ہو تو اس میں
ہنسی خوشی شریک نہ ہو اور ان سے کہو کہ حلال کما کر لاؤ، حرام کو چھوڑ دو۔ ہم کو فاقہ
ہم فاقہ سے مر جانا اور موٹا اور پھٹا کپڑا اور سوت کا لباس پہننا اور زیور سے
ہاتھ کان وغیرہ خالی رکھنا منظور ہے مگر حرام کما کر اور پہن کر اور استعمال کر کے
دوزخ میں جانا منظور نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج کل حلال مال ملتا ہی نہیں
پھر حرام سے کیسے بچیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے جو بندہ حلال کمانا چاہتا
ہے ان کو حلال ہی ملتا ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ حلال تھوڑا ہوتا
ہے، مزے اڑانے اور فضول خرچ کرنے کی گنجائش اس میں نہیں ہوتی۔ وہ
آدمی بڑے مبارک ہیں جو دوزخ سے بچنے کے لیے دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیتے
ہیں اور تھوڑے پر صبر کرتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب کسب حلال
وادائے حقوق کا مطالعہ کرو۔

* * * * * * * * * *

سترھواں سبق

لباس اور زیور

لباس تن ڈھانکنے کی چیز ہے اور اس فائدہ کے علاوہ مرد کی بزرگی کا پتا بھی لباس سے ہوتا ہے۔ دینِ اسلام نے خوبصورت لباس پہننے کی اجازت دی ہے مگر اس حد تک اجازت ہے جب کہ فضول خرچی نہ ہو، اور اتراؤ اور دکھاوا مقصود نہ ہو اور غیر قوموں کا لباس نہ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور پہنو جب تک کہ فضول خرچی اور خود پسندی (یعنی مزاج میں بڑائی) نہ آوے۔ آج کل مسلمان عورتوں نے لباس پہننے کے بارے میں کئی خرابیاں پیدا کر لی ہیں ہم ان پہ تنبیہ کرتے ہیں۔

ایک خرابی یہ ہے کہ باریک کپڑے پہنتی ہیں۔ باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے اس کا پہننا نہ پہننا دونوں برابر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھتیجی ایک مرتبہ ان کے پاس آئیں ان کی اوڑھنی باریک تھی حضرت عائشہ رض نے وہ اوڑھنی پھاڑ ڈالی اور اپنے پاس سے موٹے کپڑے کی اوڑھنی اوڑھا دی حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں کے دو گروہ پیدا ہونے والے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔

کیونکہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ ایک گروہ ایسا پیدا ہوگا جو بیلوں کی دُم کی طرح (لمبے لمبے) کوڑے لیے پھریں گے اور لوگوں کو ماریں گے۔ دوسرا گروہ ایسی عورتوں کا پیدا ہوگا جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی۔ (غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی ان کی طرف مائل ہوں گی) ان کے سر اونٹوں کی جھکی ہوئی کوہان کی طرح ہوں گے یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی۔ نہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی۔ دیکھو کیسی سخت وعید ہے کہ ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی جنت میں تو جانے کا ذکر ہی کیا۔ کپڑے پہنے ہوئے ننگا ہونے کی کئی صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کپڑے باریک ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ کپڑا تھوڑے حصے پر پہن لیں اور جسم کا بہت سا حصہ کھلا رہے جیسے فراک چلا ہے کہ اس کو پہن کر بازاروں میں چلی جاتی ہیں اور سر اور ہاتھ اور بازو اور منہ اور پنڈلی سب کھلی رہتی ہیں اللہ بچائے ایسے لباس سے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ کافر عورتوں کی نقل اتارتی ہیں جو لباس عیسائی لیڈیاں پہنتی ہیں وہی خود پہننے لگ جاتی ہیں۔ یاد رکھو دوسری قوموں کا لباس پہننا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی قوم کی طرح اپنا حال بنایا وہ ان ہی میں سے ہے۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ نام اور نمود اور بڑائی جتانے اور اپنی مالداری ظاہر کرنے کے لیے اچھا لباس پہنتی ہیں نام

ضروری چیز ہے۔ ارشاد فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے کہ جس نے دنیا میں نام ہونے کے لیے کپڑا پہنا قیامت کے روز اللہ
تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ بلا ضرورت کپڑے بنانے میں یہ درزی سے
زیادتی نکالتے رہتے ہیں جہاں کسی عورت کو دیکھا کہ نئی وضع کا کپڑا پہنے
ہوئے ہے بس اب شوہر کے ستانے کی باتیں ہیں جسم چھپانے کے لیے
اور سردی گرمی سے بچنے کے لیے شرع کے مطابق لباس پہنو۔ وہ میں جو
ہوں ان پر بس کرو۔ بلا ضرورت شوہر کو دبانا کہ جیسے جوڑا نامی بات
ہے اور سخت عیب ہے پھر یہ مصیبت بھی ہے کہ اگرچہ کئی جوڑے رکھے
ہیں مگر ملنے جلنے کے لیے ہر موقع پر نیا جوڑا پہننا ضروری سمجھتی ہیں یہ خیال
ہوتا ہے کہ دیکھنے والیاں کہیں گی کہ اس کے پاس بس یہی ایک جوڑا ہے یہی ان
کو بار بار پہن کر آجاتی ہے۔ بصورت ناک اونچی کرنے اور بڑائی جتانے
کے لیے اب شوہر کو ستاتی ہیں اور تقاضا کرتی ہیں کہ کپڑے اور بنا دے
اگر اس نے خیال نہ کیا تو جو روپیہ اس نے کسی ضرورت کے لیے یا کسی کا قرض
دینے کے لیے رکھا تھا چپکے سے نکال کر کپڑا خرید لیا۔ اب شوہر پریشان
ہوتا ہے جس کا قرض تھا اس کے سامنے ذلیل ہوتا ہے یا کسی بڑی پریشانی
میں پڑ جاتا ہے۔ جوڑا ایسا مت کرو۔ یہ قمیص سے پاؤں تک جسم چھپائے

کے لیے بھڑکیلا جیسا ہے مگر اب ایسا برقعہ بننے لگا ہے جو جاذبِ نظر اور چمک دار کپڑے کا بنایا جاتا ہے اگر پرانے طرز کا ہو تو اس پر بیل بوٹے بنائے ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ جو نہ دیکھے وہ بھی دیکھے کچھ تو کسی کا خیال ہماری طرف آوے۔ تو یہ الٹا یہ برقعہ کیا ہوا نظر کھینچنے والا کپڑا بن گیا اور بہت سی عورتیں اتنا اونچا برقعہ پہنتی ہیں کہ شلوار یا ساڑھی جو پنڈلیوں پر ہوتی ہے سب کو نظر آتی ہے اور پاؤں بھی دیکھتے ہیں، ایسا برقعہ مت پہنو، خوب نیچا برقعہ پہنو اور بہت سی عورتیں برقعہ کے اندر سے دوپٹہ کا کچھ حصہ باہر کو لٹکا دیتی ہیں یا ہاتھ باہر نکال کر چلتی ہیں یہ بھی بری حرکت ہے یہ کیا پردہ ہوا جس سے غیر کی نظر اپنی طرف متوجہ ہوئی۔ ساڑھی اگر پہنو تو اتنی نیچی پہنو کہ پنڈلیاں اور ٹخنے چھپے رہیں اور پوری آستین کا کرتہ یا قمیص پہن کر جو اتنا لمبا ہو کہ پیٹ اور کمر تہ کھلے اوپر سے ساڑھی پہن لو اور کمر کا سخت پردہ ہے اپنے سگے باپ بھائی سے بھی ان دونوں کو چھپاؤ۔ **زیور:** عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملے گا۔

مسئلہ: بجنے والا زیور پہننا درست نہیں اور چھوٹی لڑکی کو بھی پہنانا درست نہیں جیسے جھانجن وغیرہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیوی تھیں ان کے پاس

ایک بچی کو لے کر ایک عورت آئی۔ اس بچی نے بجنے والا زیور پہن رکھا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اس بچی کو میرے پاس ہرگز نہ لانا جب تک کہ اس کا زیور کا ٹکڑا علیحدہ نہ کر دو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس گھر میں بجنے والے گھنگرو ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

مسئلہ: چاندی سونے کے علاوہ کسی دوسری چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل، گلٹ، رولڈ گولڈ کا زیور پہننا۔ انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری چیز کی درست نہیں اور مردوں کو صرف چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے کسی اور چیز کی جائز نہیں۔ چاہے سونا ہو یا کوئی اور دھات۔

مسئلہ: جو چیزیں مردوں کو پہننا جائز نہیں۔ نابالغ لڑکوں کو پہنانا بھی جائز نہیں۔ لڑکوں کو ریشمی کپڑا پہنانا جائز نہیں۔ نابالغ لڑکے کے کان میں بالی بُندا یا گلے میں ہنسلی ڈالنا یا چاندی کا تعویذ پہنانا یہ سب ناجائز ہے۔ مسئلہ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا، یا چاندی سونے کے چمچے سے کھانا یا ان سے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ: سونے چاندی کی سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا یا ان کی پیالی سے تیل لگانا یا ایسے آئینے میں منہ دیکھنا جس کا فریم سونے یا چاندی کا ہو یہ سب ناجائز ہے مردوں اور عورتوں سب کا ایک ہی حکم ہے۔

تنبیہ: زیور پہن کر دکھاوا کرنا اور بڑائی جتانا سخت گناہ ہے۔ بہت سی عورتیں زیور پہن کر ترکیبوں سے اپنا زیور ظاہر کرتی ہیں۔ گرمی لگنے کے بہانے سے گلے کا ہار اور کانوں کے بُندے اور چوڑیاں دکھاتی ہیں۔ اور کوئی نہ پوچھے تو طرح طرح کی باتیں چھیڑ کر ان کی قیمت اور وزن بتا کر ان کا اونچا ہونا ظاہر کرتی ہیں اور مالداری کی بڑائی جتاتی ہیں یہ سخت گناہ ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ کیا تم چاندی کے زیور سے گذارا نہیں کرسکتی ہو؟ (پھر فرمایا کہ) جو عورت تم میں سے سونے کا زیور پہن کر بڑائی جتانے کے لیے دکھا دے گی تو اس کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔

****

اٹھارھواں سبق

پردہ

اسلام میں پردہ کی بڑی اہمیت ہے اور پردے کے بارے میں بہت تاکیدیں آئی ہیں۔ آج کل عورتیں پردہ چھوڑتی جا رہی ہیں۔ لہٰذا ہم تفصیل کے ساتھ پردے کے مسئلے اور حدیث کی روایتیں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم کو عمل کی توفیق بخشیں۔

مسئلہ: عورت کا سارا بدن سر سے پاؤں تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ نامحرم کے سامنے کھولنا درست نہیں۔ البتہ بوڑھی عورت کو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنوں سے نیچے پیر کھولنا نامحرم کے سامنے درست ہے باقی اور بدن کھولنا کسی طرح بوڑھی کے لیے بھی درست نہیں۔

مسئلہ: نامحرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیے۔ یا تھے سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح نامحرم کے سامنے آ جاتی ہیں۔ یہ جائز نہیں نامحرم اس کو کہتے ہیں جس سے کبھی بھی اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہو۔

مسئلہ: پیٹ اور پیٹھ اپنے محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں بہت سی جگہ جہاں ساڑھی باندھنے کا رواج ہے عورتوں کا پیٹ یا پیٹھ کھلی رہتی ہیں یہ سخت گناہ ہے۔ محرم اس کو کہتے ہیں جس سے کبھی بھی نکاح درست

نہیں۔ جیسے سگا چچا، سگا بھائی، سگا ماموں، باپ دادا، بیٹا، پوتا وغیرہ۔

مسئلہ: ناف سے لے کر گھٹنوں سے نیچے تک کسی عورت کے سامنے کھولنا بھی عورت کے لیے درست نہیں۔

مسئلہ: جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں اتنے حصہ پر ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں، غسل کرتے وقت کسی بھی عورت سے ناف سے لے کر گھٹنوں سے نیچے تک کا بدن ملوانا یا کسی عورت کو دکھانا اگرچہ ماں بہن بیٹی ہو، عورت کے لیے درست نہیں۔

عورتیں بھی مردوں کو نہ دیکھیں: ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیویاں اُمّ سلمہ رض اور حضرت میمونہ رض بیٹھی ہوئی تھیں اسی موقع پر ایک صحابی آ گئے جن کا نام حضرت عبداللہ رض تھا اور آنکھوں سے نابینا تھے جب وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑھے چلے آئے تو بیویوں نے ان کو نابینا سمجھ کر پردہ نہ کیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو۔ حضرت اُمّ سلمہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ ہم کو تو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو کیا تم نہیں دیکھ رہی ہو۔ غور کرنا چاہیے کہ جب کوئی خراب نیت کا اندیشہ بھی نہ تھا کیوں کہ ایک طرف حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویاں

تھیں جن کو قرآن شریف میں مسلمانوں کی مائیں فرمایا گیا ہے اور دوسری طرف ایک نیک صحابی تھے وہ بھی نابینا اس پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کرایا تو آج کل جب کہ خراب خیالات والے زیادہ ہیں پردہ کی پابندی کرنا کس قدر ضروری ہے آج کل بہت سی عورتیں خود تو پردہ میں بیٹھ جاتی ہیں مگر مردوں کو تاکتی رہتی ہیں یہ گناہ کی بات ہے دیکھو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی سختی کے ساتھ نابینا کو دیکھنے سے منع فرمایا - بیاہ برات کے موقع پر دولہا کو سلامی کے نام سے اندر بلا کر سب عورتیں دیکھتی ہیں اور وہ اس روز سے بناؤ سنگار کئے بیٹھا ہوتا ہے - یہ گناہ کی اور بڑی بے شرمی کی بات ہے -

ایسی جگہ کھڑی نہ ہو جہاں سے کوئی دیکھ سکے - حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اس پر جو دیکھے اور اس پر بھی جس کی طرف اس کے اختیار یا بے احتیاطی سے دیکھا جائے -

آج کل بہت سی عورتیں پردہ کی بے احتیاطی کرتی ہیں دروازوں کے پردے یا کواڑ بند رکھنے کا خاص خیال نہیں رکھتیں یا کھڑکیوں میں کھڑے ہو کر باہر دیکھتی ہیں - یا بالکل بے حجاب ہو کر برقعہ اتار کر یا منہ کھول کر گھومتی پھرتی ہیں - بازاروں میں جا کر چیزیں خریدتے ہوئے منہ کھول دیتی ہیں اور دکاندار ان کو دیکھ لیتے ہیں اس حدیث کی رو سے ایسی عورتیں لعنت میں شامل ہوتی ہیں -

بے پردگی کے ساتھ بہت سی مسلمان بننے والی عورتیں باہر پھرتے اور تماشوں
اور میلوں اور سینماؤں میں اپنی خوب صورتی کو دکھاتے اور عیسائی لیڈیوں
کی نقل اتارنے کو فخر سمجھتی ہیں اور سخت گناہ گار ہوتی ہیں۔ سینما اوّل تو خود
ہی زبردست گناہ کی چیز ہے اور پھر اوپر سے بے پردگی ڈبل گناہ ہو جاتا ہے
مسلمان عورتوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی پاکیزہ
عورتوں یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کے طریقہ کو برا
سمجھ کر چھوڑنا شروع کر دیا ہے اور مشرک و کافر عورتوں کی طرح فیشن دار
لباس اور زیب و زینت کو اختیار کرتی چلی جا رہی ہیں۔ آج کل ایک لباس
ایسا رواج پاتا جاتا ہے کہ جس کا پہننا مسلمان عورت کے خیال میں آ سکتا نہیں
سکتا تھا مگر عیسائیوں کی دیکھا دیکھی مسلمان گھرانوں میں گھستا جا رہا ہے وہ
لباس ہے بے آستین کا جمپر جو بدن پر خوب کس جاتا ہے اور بغل تک پیٹ سے
بالکل کھلا اور بازو اور سارا سینہ یا آدھی پنڈلیاں کھلی رہتی ہیں اور ساڑھی ایسا
کپڑے کے علاوہ یہ بیان ہوا اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے
والے گھرانوں میں بچوں کی تربیت سے بے فکر ہو کر چلے رہا ہے۔ چھوٹی بچیوں
کو پہناتے ہیں پھر وہ بڑی ہو کر جب شوہر کے ہاں پہنچ جاتی ہیں اسے
چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتی ہیں اور چونکہ شوہر کے انتخاب کے لیے
دین داری اور نیک آدمی کی تلاش نہیں کیا جاتا بلکہ عیسائی طرز کا آدمی

ڈھونڈا جاتا ہے اسی لیے وہ ان لباس کو پسند کرتا ہے اور دونوں میاں بیوی
خوب پارکوں میں تفریح کرتے ہیں۔ آہ! مسلمان عورت جس کو بے تعلیمی کا بہانہ
کر کے پہلے ہی پردہ میں چھپا دیا تھا۔ آج کل اُس کے کھلے سر اور چہرے اور پنڈلیاں
اور بازوؤں کے حسن کا نظارہ بازاروں اور گلیوں اور پارکوں میں ہزاروں
نگاہیں کرتی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

عورتیں تو کم کچھ ہی گئی مردوں نے بھی یورپ کے طور طریق دیکھ کر اپنی
عقلوں پر پردہ ڈال لیا اور اپنی بہو بیٹیوں کو بے پردگی کی دلدل میں
جھونکنے پر راضی ہو گئے۔ حضرت اکبر الٰہ آبادی نے خوب فرمایا ہے

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

پردہ کی اسلام میں اتنی اہمیت ہے کہ کافر عورتوں سے بھی ایک حد تک پردہ رکھا
گیا ہے۔ بڑے بڑے عالموں نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ کافر عورتیں اگر دھوبن
بھنگن، چمارن وغیرہ ہوں ان سے بھی مسلمان عورت کا اتنا ہی پردہ ہے
جتنا نامحرم مرد سے ہے۔ ہاں ان عورتوں کے سامنے صرف منہ اور گٹے
تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کھول سکتی ہیں اور کسی جگہ کے ایک بال کا بھی کھولنا درست
نہیں۔ اس قسم کی عورتوں کے سامنے سر یا بازو اور پنڈلیاں مت کھولو۔ علاج
کے لیے یا بچہ کی پیدائش کے لیے مجبوراً اگر کچھ یا سارا جسم کھولا جائے

کی ضرورت ہو تو صرف ضرورت کی جگہ دکھانا جائز ہے ۔ باقی مریض کا سارا بدن کھولنا درست نہیں ۔

مسئلہ : یہ جو دستور ہے کہ بعض حالات میں عورت کو بالکل ننگا کر دیا جاتا ہے اور سب عورتیں سارا بدن دیکھتی ہیں یا ضرورت کی جگہ کے علاوہ پیٹ اور پیٹھ اور ران دیکھتی ہیں یہ حرام ہے اور بڑا گناہ ہے اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی چادر یا تہبند وغیرہ باندھ دی جائے اور صرف ضرورت کی جگہ دائی یا نرس کے سامنے وقت ضرورت کھول دی جائے ۔

حدیث میں ہے کہ پردہ سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پردہ کے پیچھے سے ایک پرچہ دینے کے لیے ایک عورت نے ہاتھ بڑھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ ہٹا لیا اور اس کے ہاتھ سے پرچہ نہ لیا اور فرمایا مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ہاتھ عورت کا ہے یا مرد کا ! اس نے کہا یہ عورت کا ہاتھ ہے ۔ فرمایا اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ہاتھ کے ناخنوں کی رنگت مہندی سے بدل لیتی ۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صحابی عورتیں بھی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرتی تھیں ۔ دیکھو اس عورت نے پردہ کے پیچھے سے پرچہ دینا چاہا ! ۔ آج کل کے جاہل پیر مریدنیوں کے سامنے آتے جاتے ہیں اور عورتوں کے مجمع میں بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں ۔ ایسے پیر خود تو دوزخ کے راستے پر چلے گئے ہیں مریدنیوں کو بھی

اور مرید ہونا کیسا وہ دوزخ میں دھکیلتے ہیں اور آج کل جو عورتیں پیر بنتی ہیں وہ کہتی ہیں ،
بزرگوں میں ان سے کیا پردہ؟ بھلا تمہارا تو کوئی حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ نیک اور پرہیزگار کون ہوگا۔ جب صحابی عورتوں کو
آپ نے اپنے سے بھی پردہ کرایا تو یہ دنیا دار بے دین پیر کس شمار میں ہیں۔ حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح
میں نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عورتوں
سے مصافحہ نہیں کرتا۔ تنبیہ: جس طرح پیر سے پردہ ہے استاد سے بھی پردہ
ہے۔ بہت سی بالغ لڑکیاں یا وہ لڑکیاں جو جوان ہونے کے قریب ہوتی
ہیں حافظوں یا ماسٹروں کے سامنے آ کر پڑھتی ہیں یہ سخت گناہ ہے لعنت
والی حدیث میں استاد اور شاگرد دونوں سب شامل ہو گئے ہیں۔ تنبیہ: جس
پیر یا استاد کو بوڑھا سمجھتی ہو اس سے بھی پردہ کرو۔ فائدہ: اس حدیث
شریف سے معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کی طرح بغیر مہندی لگائے اپنا ہاتھ سفید
رکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ مسئلہ: ایک سرخی ایسی چلی ہے جیسے ناخن پر رکھ لگاتی ہیں
اس طرح جما دی جاتی ہے کہ صرف رنگ نہیں بلکہ اس سرخی کا جسم ناخن پر جم جاتا ہے
اس کا لگانا درست نہیں ہے کیونکہ اس کے نیچے پانی نہیں پہنچتا اور وضو اور
غسل ادا نہیں ہوتے اسے ناخن پالش کہتے ہیں۔

عورت کو گھر کے اندر رہنا چاہیے جیسے ارشاد فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عورت چھپے رہنے کی چیز ہے پس جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔ اس حدیث مبارک میں عورت کو پوشیدہ رہنے اور پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ جو فرمایا کہ شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کو بہکانے اور غیر مردوں کو اس کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے جیٹھ دیور سے خاص طور پر پردہ کی تاکید۔ ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نامحرم عورتوں کے پاس نہ جایا کرو جو تمہاری محرم نہیں ہیں۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ جیٹھ دیور اور سسرال کے رشتے سے جو عزیز و قریب ہوں ان کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہ موت ہیں یعنی جس طرح موت سے گھبراتے ہو اسی طرح عورت کو اپنی سسرال کے مردوں سے گھبرانا اور بچنا چاہیے اور سامنے آنے سے سخت پرہیز کرنا چاہیے اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے اور وہ یہ کہ ان کو عزیز و قریب سمجھ کر عورتیں پاس بیٹھتی ہیں اور بعض ہنسی دل لگی کی باتیں کرتی ہیں یہ سخت گناہ ہے بسا اوقات اس سے خراب نتیجے نکل آتے ہیں۔

بہت سی عورتیں اپنے دیور کو چھوٹا سا یا ہنسی میں یا کوئی لڑکا سمجھ کر پردہ نہیں

کرتی ہیں یا بچپن سے بعض لڑکوں کے سامنے آتی ہیں جب وہ بالغ ہو جاتے
ہیں تب بھی پردہ نہیں کرتی ہیں اور کہتی ہیں وہ تو ہمارے سامنے کا بچہ ہے ۔
یہ دلیل غلط اور لغو ہے۔ شریعت کے حکم کے سامنے اٹکل لڑانا اور اپنی سمجھ
سے شریعت کے حکم کو ٹھکرانا بہت بڑا گناہ ہے جب بچہ تھا تو اور وقت
تھا اب تو سب کچھ سمجھ گیا ہے اور پردہ کی چیزوں کو جان گیا ہے بعض لوگ
کہتے ہیں کہ دل صاف و پاک ہونا چاہیے رسمی پردہ کی ضرورت نہیں ایسا
کہنا بھی شریعت پر اعتراض کرنا ہے جبکہ صحابی عورتوں نے حضرت
رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی پردہ کیا تو اب ایسا کون ہے جو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دل کا صاف و پاک ہوگا۔ ایک تو عمل نہ
کرنا دوسرے گناہ کو بھی جائز کرنے کی کوشش کرنے کے لیے حیلے گھڑنے
دوہرا بہت بڑا جرم اور سخت گناہ ہے۔ جس طرح جیٹھ، دیور اور نندوئی
سے پردہ کرنے میں بے احتیاطی کی جاتی ہے اسی طرح سوتیلے بھائی بہنوئی
ماموں زاد اور خالہ زاد اور چچا زاد بھائیوں سے بھی پردہ نہیں کیا جاتا
ہے حالانکہ ان کے سامنے بھی آنا درست نہیں یہ سب نامحرم ہیں۔

مسئلہ: کسی نامحرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا یا لیٹنا درست نہیں اگرچہ
دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلہ پر ہوں۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوگا

تو وہاں تیسرا شیطان ضرور ہوگا۔

مسئلہ: بعض عورتیں مٹھا ر کے ہاتھ سے چوڑیاں پہنتی ہیں یہ سخت گناہ ہے۔

مسئلہ: بعض قوموں میں رواج ہے کہ نئی دلہن کی منہ دکھائی ہوتی ہے اور سارے کنبہ کے مرد آکر منہ دیکھتے ہیں جن میں نامحرم بھی ہوتے ہیں۔ یہ ہرگز جائز نہیں۔

ضروری تنبیہ: اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق علاج کرنے والے کے سامنے جسم کھولنا درست ہے مگر ضرورت سے زیادہ درست نہیں مثلاً کسی کی ران میں پھوڑا ہے تو صرف پھوڑے کی جگہ حکیم و ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر کے سامنے کھول سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ پاجامہ یا چادر یا تہبند باندھ کر پھوڑے کی جگہ بیچ میں سے کاٹ کر کھول دی جائے تاکہ اس جگہ کے علاوہ ادھر ادھر نظر نہ پڑے۔

انیسواں سبق

اصلاحِ معاشرہ

اسلام کا کلمہ پڑھ لینے سے اور اپنا دین اسلام بنا لینے سے انسان کی زندگی چاہے مرد ہو یا عورت غیر مسلموں سے بالکل الگ ہو جاتی ہے ہر کام اور ہر حال میں ہر مسلمان مرد و عورت کو حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرنا لازم ہے آج کل کے مسلمانوں نے اپنی زندگی کو عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں کے تابع بنا دیا ہے جو وہ کرتے ہیں اُس کے کرنے کو اپنے لیے فخر اور اُن کی نقل اُتارنے کو ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اُس کی تفصیل تو بہت بڑی ہے لیکن ہم خاص کر ان چیزوں کا ذکر کیے دیتے ہیں جن سے دین و ایمان اور بہت سے گھروں کی تباہی ہو رہی ہے۔

ناول اور افسانے :- سب سے بڑی آفت اور مصیبت جو مسلم گھرانوں میں دن بدن بڑھتی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ ناول اور افسانوں کی کتابیں اور گندے رسالے بے حیائی سکھانے والے ہوتے ہیں اور جن میں اکثر ننگی تصویریں بھی چھپی ہوتی ہیں گھر گھر پڑھے جاتے ہیں۔ ان کو پڑھ کر گندے خیالات اور خراب باتیں لڑکوں اور لڑکیوں کے دل و دماغ میں جم کر بیٹھ جاتی ہیں اپنے کیا مشاغل

ہوتا ہے وقت بھی خراب ہو جاتا ہے اور نا جائز و نا مناسب قصے اور داستانیں پڑھ کر دل گندے اور دماغ ناپاک ہو جاتے ہیں پھر اس کے نتیجے میں بڑی بڑی خرابیاں ظاہر ہو جاتی ہیں - بے پردگی، بے حیائی، بدکاری کے واقعات دیکھے جاتے ہیں - اکثر گندی کتابیں جیسے ناول اور افسانے اور فلمی رسالے ہی ان کا سبب ہوتے ہیں۔ خدا کے لیے ناول و افسانے اپنے گھروں میں مت آنے دو اور ان کی جگہ دینی کتابیں گھروں میں رکھیں جن سے دینی معلومات بھی ہو اور اخلاق بھی درست ہوں ایسی کتابوں کے نام ہم پیچھے لکھ آئے ہیں۔

ریڈیو گراموفون : یہ مصیبت بھی عام ہو گئی ہے گراموفون اور ریڈیو سننے کا عام رواج ہو گیا ہے جہاں کسی کو کوئی اچھی ملازمت مل گئی یا دوکان خوب چل نکلی تو مال کو اللہ کی خوشنودی کی جگہ خرچ کر کے اس کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے لہو و لعب اور گانے بجانے کی چیزوں کو خریدنا ضروری سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہ چیزیں بڑائی کی نشانی اور ترقی کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ گھر کے سب چھوٹے بڑے مرد و عورت لڑکے اور لڑکیاں، ماں، باپ، بھائی، بہن غرض کہ سب ہی حیا و شرم کو طاق میں رکھ دیتے ہیں اور سب مل کر عشقیہ ناول، غزلیں اور عشق کے گانے اور گندے مذاق سننے میں لگانے والیوں کو داد دی جاتی ہے اور گندی باتوں پر خوشی ہوتی ہے اور

کچھ بلند ہوتے ہیں۔ نہ بڑوں کا ادب رہتا ہے نہ چھوٹوں کا لحاظ سب
ایک قسم کے جذبات میں ڈوبے ہوتے اور ایک ہی رنگ میں رنگے ہوتے
بے شرم ہو جاتا ہے غیرت سب ختم ہو جاتی ہیں جو وقت تلاوت کلام پاک، درود شریف
اور استغفار اور دوسری نیکیوں میں مشغول رہنے سے گذرتا وہ گانا سن کر گزر کر
برے کاموں میں لگ جاتا ہے۔ اس نصیحت اور پڑھنے گن دے کچھ۔

ریڈیو اگر گھر میں ہو تو اس کو خبریں سننے کے لیے استعمال کرے گا یا
علمی مذاق کی باتیں تقریریں، ضروری مشورے اور تجاویز کو سننے۔ لیکن سچی بات یہ ہے
کہ آج کل کے مسلمان اتنے مضبوط ایمان کے نہیں ہیں کہ گھر بیٹھے ریڈیو اور
گانا بجانا نہ سنیں۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ گھر میں ریڈیو رکھیں ہی نہیں
نہ گراموفون گھر میں لاویں۔ اس میں بعض ریکارڈوں میں قرآن شریف کا ریکارڈ
بھرا ہوتا ہے لیکن قرآن شریف گراموفون میں سننا قرآن شریف کی بے ادبی
ہے۔

گانا بجانا آج کل زندگی کا بڑا اہم جزو بن گیا ہے۔ اگر بیاہ شادی اور دوسری
تقریبوں میں گانے بجانے اور ناچنے کا انتظام نہ ہو تو اس کو پھیکا اور بے مزہ
کہا جاتا ہے کھانا کھانے اور ٹھہرنے کے لیے وہی ہوٹل اور ریسٹورنٹ پسند
کیے جاتے ہیں جن میں ریڈیو گراموفون وغیرہ کا انتظام ہو۔ بینڈ باجوں کی تیروں
پیروں کے نام سے بجتے ہیں اور ماتم وغیرہ کے گانے ہوتے ہیں جن میں بزرگوں کی

کی زندگی خلافِ شرع چیزوں کے مٹانے میں گزار دی۔ ان کی قبروں پر میلے
کھیل تماشے لگتے ہیں اور گانوں کے اڈے بنائے جاتے ہیں۔ استغفر اللہ
خدا اس جہالت سے بچائے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے
رب نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت دینے والا بنا کر بھیجا
ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ گانے بجانے کے سامان کو اور صلیب کو اور عیسائی
جس کی تعظیم کرتے ہیں اور جاہلیت کی چیزوں کو مٹا دوں۔ آج آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعوے کرنے والے کیسے گانے بجانے سے
محبت رکھتے ہیں؟ اور یہ جرأت دیکھو کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کی نعت شریف بھی باجے ترنم کے ساتھ پڑھتے اور سنتے ہیں۔ جس چیز
کو آپ مٹانے کے لیے تشریف لائے وہی آپ کی نعت سنانے میں
استعمال کی جاتی ہے۔ گانا بجانا اور ناچنا اس قدر عام ہو گیا ہے کہ شادی کرنے
کے لیے مرد و عورت دونوں طرف سے ایسے جوڑے کی تلاش ہوتی ہے
جسے ناچنے اور گانے بجانے میں مہارت ہو۔ اسی وجہ سے بہت سے گھرانوں
میں لڑکیوں کو گانا بجانا سکھایا جانے لگا ہے اور بعض اسکول بھی اس مقصد
کے سکھانے کے لیے کھول دیے گئے ہیں کہ کافر قوم کا فرض ہے۔ ان سے کیا شکوہ
مسلمان بھی اس کو ترقی کا اچھا ذریعہ سمجھ کر داخل کرتے چلے جا رہے ہیں۔

تھیٹر اور سینما، بے حیائی اور بے غیرتی کے ٹریننگ اسکول ہیں۔ تھیٹر اور سینما
کے شوقین اس قدر بے حیا ہو گئے ہیں اور بڑھتے جا رہے ہیں کہ ان کے دیکھنے کے
لیے لمبی لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں۔ مرد و عورت چھوٹے بڑے سب ہی اس
بڑے گناہ کو کرتے ہیں۔ بعض پورے خاندان کو ساتھ لے جا کر ان لعنت
گھروں میں بھی فلمیں دکھاتے ہیں۔ اس میں دولت تو برباد ہوتی ہے مگر شرافت
انسانیت حیا شرم کا بھی خون ہوتا ہے۔ بے حیائی اور بے غیرتی اور بدکاری
کا عملی سبق سیکھ کر آتے ہیں۔ آئے دن ایسے واقعات سنتے اور اخبارات میں
پڑھتے ہیں کہ فلاں جگہ ایسا گندہ واقعہ پیش آیا اور فلاں سینما کے دروازے سے
سے فلاں کی لڑکی غائب ہو گئی اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ سینما کا پردہ ان کو یہی
سکھاتا ہے۔ ان کھیلوں اور فلموں میں ہر ایسی بات سامنے آ جاتی ہے جو بے حیائی
اور گندگی کے پورے طریقے سکھا دیتی ہے اور جسے بازار اور گھر میں ذلیل
سے ذلیل آدمی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ حیرت ہے کہ جو چیزیں گھر اور بازار
میں شرم کی بھی جاتی ہیں سینما ہال میں کیسے شرافت بن جاتی ہیں۔ جو لوگ اپنے
کو اونچے خاندان والا سمجھتے ہیں وہ بھی بہو بیٹیوں کو ساتھ لے کر سینما ہال میں
نازیبا اور بے شرمی کی حرکتیں دکھاتے ہیں۔ ماں و دختر کی موجودگی اور عصمت کا موقع
کی موجودگی میں شرافت ذرا دیر کی خاندانی عزت کو خاک میں ملا کر اپنے پیار دیتی
ڈراما گیری کے دلدل میں پھنسا کر انہیں تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ عجب کوئی لڑکی

ایکٹرس ہو جاتی ہے تو پوسٹروں اور اخباروں میں اس کی تصویریں چھپتی ہیں۔ اس کی تعریفیں کتابوں اور رسالوں میں لکھی جاتی ہیں اس سے اس کا دل اور بڑھتا ہے اور بے حیائی کے درجے اور زیادہ طے کرتی چلی جاتی ہے۔ گویا بے غیرتی اور بے شرمی کی زندگی بھی کوئی بڑا کارنامہ ہے۔ اچھا تو اب ہم ایک حدیث لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ سینما اور تھیٹر سے خود بھی سختی سے پرہیز کریں اور اپنی اولاد بہو بیٹیوں کو بھی بچائیں بچے بچیاں کتنا ہی اصرار کریں ہرگز ان کو سینما تھیٹر دیکھنے کے لیے پیسے نہ دیں حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ حیا اور ایمان ایک ساتھ رہتے ہیں جب ایک رخصت ہوتا ہے تو دوسرا بھی چل دیتا ہے۔

فضول خرچی: فضول خرچی بڑی بری بلا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ غیر قوموں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی زیادہ خرچ کرنے کو کمال سمجھ لیا ہے اور چونکہ آمدنی کم ہوتی ہے اور خرچ زیادہ بڑھا رکھے ہیں اس لیے پریشان ہوتے ہیں۔ سادہ کپڑا سادہ گھر سادی شادی معمولی خوراک اب عیب سمجھے جانے لگے ہیں حالانکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا کی لذتوں میں پڑنے اور دنیا کا ساز و سامان بڑھانے اور اپنی ضرورت سے زیادہ

مکان بنانے سے ممانعت فرمائی ہے دنیا مسلمان کا سفر ہے اور وطن اصلی آخرت یعنی جنت ہے جہاں تھوڑی سی مدت رہنا ہے وہاں کی زینت اور ٹیپ ٹاپ میں وقت اور پیسہ لگا کر ضائع کرنا سمجھداری کی بات نہیں ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو بس تجھے اتنی دنیا کافی ہونا چاہیئے جتنا سامان مسافر ساتھ لے کر چلتا ہے اور دولت والوں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز اور کسی کپڑے کو پرانا مت سمجھ جب تک تو اسے پیوند لگا کر نہ پہن لے۔

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی کا اونچا سا بنایا ہوا مکان دیکھا پھر جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے اُن کی طرف توجہ نہ فرمائی اور منہ پھیر لیا اور ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو گئے، سو کر اٹھے تو جسم شریف پر چٹائی کی بناوٹ کے نشان پڑ گئے تھے صحابی رضی اللہ عنہ جن کا نام عبداللہ تھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حکم فرما دیں تو ہم آپ کے لیے اچھا بچھونا بچھا دیا کریں اور اچھی اچھی چیزیں حاصل کر کے آپ کے لیے لایا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا تعلق؟ میرا دنیا سے بس ایسا ہی واسطہ ہے جیسے کوئی مسافر درخت کے نیچے سایہ لینے کے لیے بیٹھ گیا۔

اور پھر اسے چھوڑ کر چل دیا۔ مسلمانوں کو ہر حال اور ہر کام میں اپنے پیارے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرنا لازم ہے آج کل کے مسلمان اور خاص کر
نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے غیر قوموں کو دیکھ کر اپنے ایسے خرچ بڑھا
لیے ہیں کہ نہ وہ ضروری خرچ بلکہ ان پر زندگی موقوف ہے فیشن کی بلا ایسی
سوار ہوگئی ہے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اتنی بڑھالی ہے کہ جتنی بھی آمدنی ہو
سب کم پڑ جاتی ہے اور قرض پر قرض چڑھتا چلا جاتا ہے۔ ایک صحابی تھے
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ انہوں نے ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم
تکلیفوں کے ذریعہ جانچ میں ڈالے گئے تو تم نے صبر کیا، عنقریب مال کے
ذریعہ تمہاری جانچ کی جائے گی اور مجھے سب سے زیادہ خوف تمہارے
متعلق یہ ہے کہ عورتوں کے فتنہ میں ڈال دیے جاؤ گے جب کہ عورتیں سونے
چاندی کے کنگن پہنیں گی اور شام ملک کے باریک اور عمدہ کپڑے پہنیں
گی اور یہ چیزیں مہیا کرنے کے لیے مالداروں کو تھکا دیں گی اور مفلس سے وہ
مانگیں گی جو اس سے نہ ہو سکے گا۔

صفائی ستھرائی تو اچھی چیز ہے مگر لباس اور فیشن کی دوسری بیجا ضرورتیں
جو یورپ والوں نے نکالی ہیں مسلمانوں کے لیے کسی طرح بھی ان کے حاصل
کرنے کے خیال میں پڑنا اور ان کا استعمال کرنا ٹھیک نہیں یہ بڑی نادانی
ہے کہ انگریزوں کی نقل اتارنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان کی اور اپنی آمدنی

کا مقابلہ کر کے نہیں دیکھتے جب روپیہ کمانے لگتے ہیں تو جسم کی خدمت اور ظاہری زیب
و تاب میں لگ جاتے ہیں۔ دیکھنے میں خوش حال اور دل پریشان۔ آمدنی معقول
مگر گزارہ مشکل، اطمینان اور بے فکری کا نام نہیں۔ محبت کے جوش
میں بچوں کی پرورش شروع ہوتی ہے ایسی لاڈ پیار سے پرورش کرتے ہیں کہ بعد میں
ان کی کمائی ان خرچوں کو برداشت نہیں کر سکتی ہے جو کچھ لکھ پڑھ کر ملازم ہوتا
ہے یا کاروبار شروع کرتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ بال بچوں کا خرچ، ماں
باپ کی خدمت، اپنی پوزیشن اور سوسائٹی کا خیال۔ ایک جان کو ہزاروں
مصیبتیں لگی ہوتی ہیں۔ غرضیکہ پوری خانہ داری کا بوجھ اٹھانا وبال جان ہو
جاتا ہے۔ لڑکیوں کو فیشن کا اس قدر شوقین بنا دیا جاتا ہے کہ بچپن سے
آمدنی سے زیادہ خرچوں کا عادی بنا دیتے ہیں کہ شادی کے بعد شوہر پر بوجھ
ہو جاتی ہیں۔ شادی کے بعد ساری آمدنی کنگھی، لباس اور زیور کی نذر ہو جاتی
ہے۔ ناچار ہو کر نا اتفاقی اور بدمزگی ظاہر ہونے لگتی ہے اور زیادہ نماز
مشکل سے ملتی، عادت نہ ملنے سے تلاوت قرآن پاک و درود شریف و استغفار
دینی معلومات سیکھنے کی فرصت بھی نہیں ملتی۔ پھر اصل سجاوٹ تو باطنی
دل اور روح کی سجاوٹ اور پاکیزگی ہے۔ جسم و لباس کی عمدگی بھی اسی
وقت اچھی معلوم ہوتی ہے جب دل صاف ستھرا، اخلاق اچھے اور عادتیں
پاکیزہ ہوں۔ اخلاق گندہ اور ظاہر اچھا اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے گندگی

کو ریشم میں لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے۔

الحاصل، مسلمانوں کو سادہ زندگی کی طرف توجہ کرنا چاہیے جس کی اسلام نے
تعلیم دی ہے اور جس پر چل کر تمام چھوٹے بڑے امیر و غریب دنیا میں آرام
سے رہ سکتے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر اس قدر فضول خرچیاں کی جاتی
ہیں اور کافروں کی دیکھا دیکھی ایسی ایسی رسمیں برتی جاتی ہیں کہ شادی کرنا
وبالِ جان ہو گیا ہے۔ فضول خرچی اور رسمیں برتنے کے لیے روپیہ نہ ہونے کے
باعث برسوں لڑکیاں بیٹھی رہ جاتی ہیں۔ استغفر اللہ! ہزاروں روپیہ محض
میں صرف کیے جاتے ہیں دکھاوے کے لیے جہیز تیار کرنے کے لیے سودی ادھار
قرض لینا پڑتا ہے جو برسوں ادا نہیں ہوتا۔ اے مسلمانو! سادگی اختیار
کرو۔ بیاہ شادی کے موقع میں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کی پیروی کرو۔ ہماری لکھی ہوئی کتابیں
"رسول اللہ کی بیبیاں" اور "رسول اللہ کی صاحبزادیاں" پڑھو جن سے
ان کی سادگی اور بیاہ شادی کے حالات معلوم ہوں گے۔

بیسواں سبق

نیکیوں کا پھیلانا اور گناہوں سے روکنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سے کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بہت سے کاموں سے منع کیا ہے آدمی کا نفس بڑا شریر ہے کچھ تو نفس کی شرارت اور کچھ شیطان کا بہکاوا دونوں چیزیں مل کر انسان کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے ہٹا دیتی ہیں یعنی جو کام کرنے کے ہیں ان کو آدمی نہیں کرتا اور جن کاموں کی ممانعت ہے ان کو کرتا ہے۔ اللہ پاک نے گناہوں کی روک تھام اور نیکیوں کو رواج دینے کا کام سب مسلمانوں کے ذمہ فرما دیا ہے چوتھے پارے کی ایک آیت میں نیکیوں کے کرنے اور برائیوں سے روکنے کو اس امت کا خاص کام بتایا ہے جس طرح خود نیک بننا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ضروری ہے بالکل اسی طرح دوسروں کو بھی اللہ کے حکموں پر چلانے کی ذمہ داری سب مسلمانوں کے ذمہ ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو برے کام کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے یعنی ہو سکے تو ہاتھ سے اس برائی کو روک دیوے اور یہ نہیں ہو سکتا تو زبان سے ٹوک دیوے، ڈانٹ دیوے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم دل سے برا سمجھے اور

یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔ آج کل یہ بیماری وبا پھیل گئی ہے کہ لوگ گناہ کرتے
ہیں اور گناہ کو جائز اور اچھا کام سمجھتے ہیں اور ٹوکنے والوں سے کہتے ہیں کہ
صاحب آپ تو ترقی سے روکتے ہیں بھلا خدا کے حکم کے خلاف کرنے
سے ترقی کیسے ہو سکتی ہے۔ بہت سے مرد اور عورت خود تو نمازی
ہیں مگر اپنے عزیزوں، بچوں، نوکروں، محلہ والوں کو خلاف شرع چلتے
دیکھتے ہیں مگر ذرا بھی زبان نہیں ہلاتے۔ پھر مصیبت آتی ہے تو وہ
بلبلاتے ہیں۔ خوب جانتے ہیں کہ بیٹا شطرنج کا شوقین ہے۔ تاش
کھیلتا ہے نمازیں غارت کرتا ہے مگر کبھی بھولے بھٹکے کی طرح بھی یہ نہیں
کہتے کہ بیٹا کیا کر رہے ہو؟ یہ بھلے آدمیوں کا کام نہیں ہے!! بیٹے سے
اس لیے ناراض رہتے ہیں کہ وہ دکان پر محنت سے کام
نہیں کرتا، یا ملازمت کی کوشش نہیں کرتا، لیکن اگر اولاد بے نمازی
اور گنہگار ہے، نماز قضا کرتی ہے تو اس وجہ سے ناراضگی اختیار کرنے
کا رواج نہیں ہے۔ عزیز رشتہ دار پاس پڑوس کے مرد و عورت بے
عملی میں، نماز غارت کرتے ہیں، روزہ نہیں رکھتے، سود خوری رشوت
لیتے ہیں یا اور کوئی کام خلاف شرع کرتے ہیں مگر ہم ان کو ٹوکتے نہیں
جھجکتے ہیں اور مروت اور لحاظ میں ان کو گناہ سے نہیں روکتے یہ بہت
سخت وبال کی بات ہے جب برائیاں عام ہو جاتی ہیں اور نیک۔

لوگ اپنی نیکی کو لیے بیٹھے رہتے ہیں اور یہ کوشش نہیں کرتے کہ گناہ بند ہوں۔ جب گناہ کا وبال پڑتا ہے تو نیک و بد سب پر عذاب آ جاتا ہے اور اس وقت دُعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پہلے زمانے کی اُمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو مع اس کے رہنے والوں کے اُلٹ دے۔ یعنی زمین کے اوپر کے حصّہ کو نیچے اور نیچے کے حصّہ کو اوپر کر دو! حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار اس میں شک نہیں کہ ان میں تیرا ایک بندہ ایسا بھی ہے جس نے پل بھر بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی ہے۔ اس کی تو جان بخشی کی جائے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو بھی سزا میں شامل کر دو کیونکہ کبھی بھی میرے حکموں کی خلاف ورزی دیکھ کر بیلوث ناشکل اس کے چہرے پر بل نہیں پڑا۔ دیکھو یہ آدمی بہت ہی نیک تھا مگر چونکہ برائیاں سے دوسروں کو نہ روکتا تھا اور گناہ ہوں کو دیکھ کر نا راضگی ظاہر نہ کرتا تھا اس لیے عذاب میں پکڑا گیا۔

جب خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اور ان سے روکا نہ جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب پر عذاب آ جاتا ہے حضرت رسُولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں میں ایک آدمی بھی ایسا ہو جو اپنے

دیتا ہے اور گناہ کرتا ہے اور وہ لوگ گناہ سے ہٹا کر صحیح راستے پر ڈالنے کی قوت رکھتے ہوئے بھی اس کو نیک راستے پر نہیں ڈالیں تو ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ضرور ان پر عذاب ڈالیں گے۔

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ یقین جانو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیکیوں کے لیے کہتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو۔ اس وقت سے پہلے جب مجھ سے دعا کرو گے تو قبول نہ کروں گا۔ اور مجھ سے سوال کرو گے تو سوال پورا نہ کروں گا اور مجھ سے مدد چاہو گے تو تمہاری مدد نہ کروں گا یعنی نیکیوں کے لیے کہنا اور برائیوں سے روکنا ایسا عمل ہے کہ اگر اس کو چھوڑ دو گے تو عذاب آئے گا اور اس وقت دعا قبول نہ ہوگی اور اللہ کی طرف سے مدد نہ کی جائے گی اور سوال پورا نہ کیا جائے گا۔

ان باتوں کو خوب سمجھ لو اور سب کو سمجھا دو جہاں تک ہو سکے اپنوں کو اور غیروں کو خاص کر جن پر تمہارا زور ہے جیسے لڑکیاں یا اولاد ہے سب کو خدا کے راستہ پر اپنی طاقت سے چلاؤ، گناہوں سے روکو اور نیکیوں کے راستہ پر ڈالو۔

عمل کے لیے مختصر یادداشت

اب ہم کتاب ختم کرتے ہیں اس کو بار بار پڑھو بڑھنے والیوں بہنیوں پڑوسنوں کو سناؤ اور عمل کراؤ آخر میں ہر وقت دیکھ کر یاد کرنے کے لیے بطور یادداشت چند نمبر لکھے دیتے ہیں :

۱۔ کلمہ طیبہ کا لفظ اور معنی اور مطلب صحیح یاد کرو اور اس کے تقاضے پورے کرو۔

۲۔ نماز کی پابندی کرو دل لگا کر پڑھو۔ رکوع سجدہ ٹھیک ادا کرو، جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے ٹھیک یاد کرو۔ نفل نمازیں بھی پڑھا کرو۔

۳۔ سبق ۲ دیکھو اس میں جو تفصیل لکھی ہے اس کے مطابق اگر تم پر زکوٰۃ فرض ہے تو پابندی سے ادا کرو۔

۴۔ سبق ۲ دیکھو۔ اگر تم پر حج فرض ہے تو اسی سال ادا کرو اور آئندہ فرض ہو جائے تو اس وقت اسی سال ادا کر لینا۔

۵۔ رمضان شریف کے روزے پابندی سے رکھو، نفل روزے بھی رکھ لیا کرو سبق ۵ میں نفل روزوں کی تفصیل اور ثواب لکھا ہے۔ رمضان شریف میں خوب سخاوت کرو۔ روزے افطار کراؤ، رات کو تراویح پڑھو، نوکروں کا کام ہلکا کرو، غریبوں کی مدد کرو۔

۱۱۔ ماں باپ کو ناراض مت کرو، اُن کی خدمت کرو۔ عمر رسیدوں کی راحت کا خیال رکھو، پڑوسی کو ناراض مت کرو، مہمان کو پیار دیا کرو اور ان کے بچوں کے ساتھ پیار و محبت کا برتاؤ کرو۔

۱۲۔ شوہر کو راضی رکھو، اس کی ناشکری مت کرو، اس کو تکلیف مت پہنچاؤ، جو کام خلافِ شریعت نہ ہو اس میں اس کی فرمانبرداری ضرور کرو۔

۱۳۔ ہر کام خدا کو راضی کرنے کے لیے کرو، دکھاوے کے لیے کرنا، نام و نمود یا شہرت کے لیے یا خود نمائی سے پرہیز کرو۔ صرف اللہ کو راضی رکھنے کے لیے عمل کرو۔

۱۴۔ زبان کی حفاظت کرو۔ بیکار باتوں سے، چغلی، برائی سے اور لعنت اور پھٹکار اور گالی گلوچ سے زبان کو پاک رکھو۔

۱۵۔ حلال کمائی، حلال پیشہ، شوہر کو اور سب عزیزوں کو حرام کی کمائی سے بچاؤ۔ حرام کمائی سے جو کچھ لاکر دیں ہرگز پاس نہ رکھو، نہ کھاؤ، نہ استعمال کرو۔

۱۶۔ لباس میں سادگی اختیار کرو۔ باریک کپڑے یا ایسا لباس جس سے جسم کا رنگ و روپ نظر آئے یا مردانہ وضع کا ہو مت پہنو۔ زیادہ زیور کی فکر میں مت پڑو اور لباس زیب و زینت کے لیے نہ پہنو۔

۱۷۔ پردہ کا خیال رکھو۔ تمام نامحرموں، ماموں، پھوپھی، چچا اور خالہ کے بیٹوں اور سسرال کے رشتوں کے مردوں سے پردہ کرو۔ خود بھی مردوں کو نہ دیکھو۔ جہاں تک ہو سکے گھر سے باہر نہ نکلو۔ اگر کسی ضرورت سے باہر جانا ہو تو

گناہوں سے معافی توبہ سے ہو جاتی ہے لیکن زبان سے توبہ توبہ کہنے سے توبہ نہیں ہوتی ہے بلکہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ گناہوں پر شرمندگی ہو خدا کے حضور میں معافی مانگے اور خدا کی بڑائی کا خیال کر کے گناہ پر پشیمان ہو اور آئندہ کے لیے گناہوں سے بچنے کا مضبوط ارادہ کرے اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ خدا کے حقوق جس قدر ضائع کیے ہوں ان سب کو ادا کرے مثلاً جوان ہونے کے بعد سے جس قدر نمازیں چھوٹی ہوں حساب لگا کر ان سب کو دہرائے اگرچہ روزانہ کی نمازیں قضا کی ہوں روزانہ زیادہ سے زیادہ پچھلی نمازیں دہرانا شروع کر دی جاویں۔ اس طرح ادا کرتے کرتے اگر موت آ گئی تو امید ہے پشیمانی کی وجہ سے خداوند کریم معاف فرماویں گے۔ قضا صرف فرضوں اور وتروں کی ہوتی ہے سنتوں اور نفلوں کی قضا نہیں ہے۔ اس حساب سے ایک روز کی قضا نمازوں کی کل بیس رکعتیں ہوتی ہیں یعنی چار فرض ظہر کے چار فرض عصر کے تین فرض مغرب کے عشاء کے چار فرض اور تین وتر اور دو فرض صبح کے۔ ترتیب کچھ ہو اسی طرح زکوٰۃ کا حساب لگا دے اور جتنے برسوں کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو سب کو ادا کرے اور جوان ہونے کے بعد جو فرض روزے قضا ہو گئے ہوں ان کو بھی ادا کرے۔ اسی طرح بندوں کے حقوق کو سوچے اور خوب غور کرے کہ مجھ پر کس کس کا کیا کیا حق ہے کس کی غیبت کی ہے اور کس کی بے

آبروریزی کی ہے یا کبھی کسی کی مالی خیانت کی تھی یا کسی کا کم یہ کچھ قرض تھا اور اس کو یاد نہیں رہا مگر ہم کو یاد ہے غرضیکہ ایسی باتوں کو خوب سوچ کر فہرست بنا لیوے اور مالی حق کو ادا کر دیوے اور غیبت کرنے یا گالی دینے اور بے آبروئی کرنے کی معافی مانگ لیوے یا بدلہ دے دیوے ایسا کرنے سے سچی اور پکی توبہ ہوگی۔ اگر کوئی اپنی بستی یا شہر میں نہیں ہے تو ڈاک کے ذریعہ اس کا حق ادا کرو اور معافی مانگو۔ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھ کر خداوند کریم سے خوب گناہوں کی معافی مانگے اور گناہوں پر شرمندہ ہو کر خوب روئے اور آنسو بہائے کی پابندی کر لیا کرے گناہوں سے بچنے کا روزانہ اسی طرح کا پکا عہد کر لیا کرے تو دونوں جہان میں سرخروئی اور کامیابی ہوگی۔ یہ بہت آسان کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دیں اور اپنے محبوب حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے پر چلاویں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نسخۂ کیمیا برائے روحانی امراض

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکیم سے کہا آپ مجھے گناہوں کا مرض ہے اگر اس کی دوا بھی آپ کے پاس ہو تو عنایت کیجیے۔

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور سامنے سے ان میں ایک شخص تنکے چننے میں مصروف تھا اس نے سر اٹھا کر کہا:

جو تجھ سے لو لگاتے ہیں وہ تنکے چنتے ہیں

اے شبلی! یہاں آؤ میں اس کی دوا بتاتا ہوں۔ حیا کے پھول صبر و شکر کے پھل، عجز و نیاز کی جڑ، غم کی کونپل، سچائی کے درخت کے پتے، ادب کی چھال، حسن اخلاق کے بیج۔ یہ سب لے کر ریاضت کے ہاون دستہ میں کوٹنا شروع کرو اور اشک پشیمانی کا عرق ان میں روز ملاتے رہو۔ ان سب کو دل کی دیگچی میں بھر کر شوق کے چولہے پر پکاؤ جب پک کر تیار ہو جائے تو صفائے قلب کی صافی میں چھان لینا اور شیریں زبان کی شکر ملا کر محبت کی تیز آنچ دینا۔ جس وقت تیار ہو کر اترے تو اس کو خوف خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا۔

حضرت شبلیؒ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا وہ دیوانہ غائب ہو چکا تھا۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل — وہ دکان اپنی بڑھا گئے